الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۳ جمعتہ المبارک ۵ جولائی ۱۹۹۶ء شمارہ ۲۷

اسلام ہی واحد عملی مذہب ہے

جو زمانے کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے بقا کا اہل ہے

(حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کے دورہ جرمنی و بیلجیئم کے دوران غیر معمولی دینی مصروفیات کا مختصر تذکرہ)

(پانچویں قسط)

۲۶ مئی کو مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے ۱۷ویں سالانہ اجتماع کا آخری دن تھا۔ حضور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت خدام کی حوصلہ افزائی کے لئے قبل دوپہران کے بعض کھیلوں کے فائنل مقابلہ جات بھی دیکھے۔ خصوصیت سے کبڈی کے فائنل میچ کے دوران ہمہ وقت وہاں خود بنفس نفیس موجود رہ کر خدام کی حوصلہ افزائی فرمائی اور کھلاڑیوں کو شرف مصافحہ سے نوازا۔ شام پانچ بج کر پچیس منٹ پر اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت، عہد، نظم اور صدر مجلس جرمنی مکرم منور احمد صاحب عابد کی مختصر رپورٹ اجتماع کے بعد باد کروئزناخ شہر کی لیڈی میئر نے حضور ایدہ اللہ کو شہر کی چابی اعزاز کے طور پر پیش کی اور اس موقعہ پر حاضرین سے اپنے مختصر خطاب میں کہا کہ انہیں نوجوانوں کے اس جگہ اجتماع منعقد کرنے سے بےحد خوشی ہوئی ہے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ آئندہ بھی خدام یہیں اجتماع منعقد کریں گے۔ انہوں نے حضور ایدہ اللہ سے اپنی ملاقات کو ایک یادگار تجربہ قرار دیا اور کہا کہ وہ اسے ہمیشہ یاد رکھیں گی۔ لیڈی میئر کے خطاب کے بعد حضور ایدہ اللہ نے مختلف مقابلوں میں امتیازی حیثیت حاصل کرنے والے خدام و اطفال میں اپنے دست مبارک سے انعامات تقسیم فرمائے اور پھر قریباً پونے سات بجے اختتامی خطاب کا آغاز فرمایا۔

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے آیت کریمہ "ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ ...... الخ" کی تلاوت کی اور پھر فرمایا کہ الحمدللہ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا اجتماع اپنی سابقہ روایات کے مطابق اس سال پہلے سے بھی بڑھ کر بارونق ثابت ہوا۔ ہر پہلو سے، ہر شعبہ میں پہلے سے ترقی کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ نومبایعین کے چھوٹے چھوٹے اجتماعات اسی اجتماع کی ذیل میں کروائے گئے ہیں کیونکہ یہ ابھی پوری طرح نظام میں جذب نہیں ہوئے۔ رفتہ رفتہ انہیں احمدی نظام کی سمجھ آ جائے گی اور وہ اپنے آپ کو نظام کا جزو لاینفک شمار کرنے لگیں گے۔ یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے کام لیا اور اسی کا احسان ہے کہ ان کاموں میں برکت ڈالی۔ باقی اگلے صفحہ پر

جتنی بھی بارشیں فضلوں کی ہم پر ہوں ہمارا فرض ہے کہ ہر قطرے کو اپنے دل کی زبان پر لیں اور حمد کے گیت گاتے رہیں

انشاء اللہ ایسے دن آئیں گے کہ مشرق و مغرب کی جماعتیں ٹی وی کے اعلیٰ انتظامات کے ذریعہ بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھ بھی سکیں گی اور ایک ایسا عالمی جلسہ ہوگا جس کی کوئی نظیر دنیا میں پیش نہیں کی جاسکے گی

(خلاصہ خطبہ جمعہ، ۲۱ جون ۱۹۹۶ء)

ٹورانٹو (کینیڈا): سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد بیت الاسلام کینیڈا میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطے کے ذریعہ براہ راست تمام دنیا میں نشر کیا گیا۔

حضور ایدہ اللہ نے تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورہ الحشر کی آیات ۲۱۴ تا ۲۲۱ کی تلاوت فرمائی اور پھر ان آیات کے مضمون کو بیان کرنے سے قبل یہ اعلان فرمایا کہ آج خداتعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ جماعت احمدیہ کینیڈا کو اپنا ۲۰واں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق عطا ہو رہی ہے اور خداتعالیٰ کے فضل کے ساتھ گزشتہ جتنے جلسے ہیں ان میں ہر سال قدم ترقی کی طرف آگے بڑھتا رہا ہے اور ہر سال کوئی نہ کوئی سنگ میل رکھنے کی توفیق ملتی رہی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سال کا جلسہ ایک اور قسم کی خوشخبری بھی لایا ہے جس کا تعلق جماعت کینیڈا سے ہی نہیں بلکہ بطور خاص جماعت انگلستان سے بھی ہے اور عموماً تمام دنیا کی جماعتوں سے ہے۔ اب تک اللہ کے فضل سے ٹی وی کے ذریعہ مرکزی جلسے اور مجالس تمام دنیا میں دیکھی اور سنی جاسکتی ہیں۔ گزشتہ ایک موقعہ پر میں نے جماعت سے گزارش کی تھی کہ انشاء اللہ وہ دن بھی آئیں گے جب ہم دو طرفہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے۔ آج کے مبارک جمعہ سے اس کا آغاز ہو رہا ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہمہ گیر مصروفیات کا ایک حصہ اکناف عالم میں پھیلی ہوئی جماعتوں کا دورہ کرنا اور حسب حالات ان کی اہم تقریبات میں شمولیت کرنا ہے۔ یہ دورہ جات ان جماعتوں میں غیر معمولی بیداری اور مستعدی کا ذریعہ ثابت ہوتے ہیں۔ اس ہفتہ کے دوران حضور انور امریکہ اور کینیڈا کے دورہ کے لئے لندن سے روانہ ہوئے۔ مورخہ ۱۷ جون بروز سوموار بارہ بجکر ۳۵ منٹ پر لندن مسجد سے ہیتھرو ائرپورٹ (Heathrow Airport) کے لئے روانگی ہوئی اور دو بجے کی پرواز سے حضور انور مع دیگر افراد قافلہ نیویارک کے لئے روانہ ہوئے۔ اس سفر میں حضور انور پہلے جماعت ہائے احمدیہ کینیڈا کے جلسہ سالانہ اور بعدازاں جماعت ہائے احمدیہ امریکہ کے سالانہ جلسہ میں شمولیت فرمائیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور انور کا سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو اور قدم قدم پر خاص تائید و نصرت الٰہی آپ کے شامل حال رہے۔ آمین

☆ ــــــ ☆

ہفتہ، ۱۵ جون ۱۹۹۶ء.

حسب معمول حضور ایدہ اللہ نے بچوں کی کلاس لی جس کا آغاز تلاوت قرآن کریم باترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد ایک بچی نے نظم پڑھی اور ایک دوسری بچی نے دو احادیث مع ترجمہ پڑھیں۔ جس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "صل" اور "بارک" کے معانی کا فرق بتایا۔ نیز حدیث "انما الاعمال بالنیات" کی تشریح بیان فرمائی۔ بعدہ بچوں نے عربی قصیدہ پڑھا اور پھر ایک بچی نے حضرت میاں عبداللہ سنوری صاحبؓ کے بارہ میں مضمون پڑھا۔

اتوار، ۱۶ جون ۱۹۹۶ء.

انگریزی دان خواتین کے ایک گروپ نے حضور انور کی مجلس سوال و جواب میں شرکت کی۔ یہ سب خواتین مختلف تعلیمی ادارہ جات سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کے درج ذیل سوالات کے جوابات حضور انور نے عطا فرمائے۔

☆ مسلمانوں کے لئے الگ اسلامی سکولز قائم کئے جانے کے بارہ میں آپ کے کیا خیالات ہیں؟

☆ ایک خاتون نے ذکر کیا کہ انہیں نوجوان مسلم طلبہ اور خاص طور پر مسلم طالبات کے معاملات سے واسطہ پڑتا ہے۔ ان مسائل کی بنیادی وجہ Cultural Clash ہے۔ ان کے نتیجہ میں طالبات کی تعلیمی ترقی بھی رکتی ہے نیز سکول سے غائب ہونا اور بعض صورتوں میں خودکشی تک بھی نوبت آ جاتی ہے۔ میرا کام والدین، طلبہ اور سکول کی انتظامیہ کے مابین افہام و تفہیم کے ذریعہ ان مسائل کو حل کرنا ہے۔ خاص طور پر والدین کے تعلق میں مجھے کیا کرنا چاہئے اس بارہ میں آپ کا کیا مشورہ اور نصیحت ہے؟

☆ برطانیہ کے سکولوں میں موسیقی (Music) کی تعلیم بھی نصاب میں شامل ہے۔ اس بارہ میں آپ کا کیا خیال ہے؟

☆ مغربی دنیا میں اسلام کی جو تصویر پیش کی جاتی ہے اس کے مطابق اسلام میں عورتوں سے (مردوں کے مقابلہ میں) مختلف سلوک کیا جاتا ہے اور یہ بات مغربی معاشرہ سے مطابقت نہیں رکھتی۔ سوال یہ ہے کہ یہ غلط فہمی کس وجہ سے پیدا ہوئی اور کس طرح اس کی اصلاح کی جاسکتی ہے؟

☆ کیا اسلامی تعلیم کے مطابق مردوں اور عورتوں کے معاملات میں الگ الگ رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔ یہ فرق کیوں اور کس وجہ سے ہے؟

سوموار، منگل۔ ۱۷، ۱۸ جون ۱۹۹۶ء.

چونکہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ آج کل یہاں لندن میں نہیں ہیں۔ اس لئے ترجمۃ القرآن کی گزشتہ دو کلاسز دوبارہ دکھائی گئیں۔

بدھ، جمعرات۔ ۱۹، ۲۰ جون ۱۹۹۶ء.

ہومیوپیتھی کی کلاسز نمبر ۲۹ و ۳۰ دوبارہ دکھائی گئیں۔

جمعتہ المبارک، ۲۱ جون ۱۹۹۶ء.

اردو دان احباب کے ساتھ ایک گزشتہ مجلس سوال و جواب دکھائی گئی۔

(ع - م - ر)

بقیہ: (حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ جرمنی کے دوران اہم دینی مصروفیات کا مختصر تذکرہ)

حضور نے فرمایا کہ کوششوں کو پھل لگانا بھی خدا کا کام ہے۔ اگر اس کا فیصلہ ہو کہ پھل نہیں لگیں گے تو بہار کے موسم میں بھی درخت بنجر ہو جاتے ہیں اور اگر اس کا فیصلہ ہو کہ پھل لگیں گے تو خزاں کے موسم میں بھی درخت پھل دار ہو جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ کے فضلوں کا شکر ہے جو پھلوں کو دوام بخشتا ہے اور پھر ہر بہار زیادہ پھل لے کر آتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے ابتداء میں تلاوت کردہ آیت قرآنی کے مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے فرمایا کہ میں نے جماعت کو جھوٹ کے متعلق متنبہ کیا تھا کہ یہ ہر نیکی کو چاٹ جاتا ہے اس لئے اپنے دلوں کو، اپنے خیالات کو، جھوٹ سے بالکل پاک کریں۔ حضور نے فرمایا کہ جھوٹ سے پاک کرنے کے بعد اگلے مثبت اقدام سے متعلق یہ آیت بات کرتی ہے۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ آپ کو عدل کا حکم دیتا ہے۔ اور عدل، جھوٹ کے فقدان کا نام ہے۔ پس جھوٹ نہ ہونے کا ایک طبعی نتیجہ ہے کہ آپ کے مزاج میں اور آپ کے قول میں ہی نہیں بلکہ آپ کے اعمال میں بھی عدل پیدا ہو جائے۔ یہ ایسی عظمت کردار ہے جو انسان کی زندگی میں توازن پیدا کرتی ہے اور ایک استواء کا مضمون پیدا ہوتا ہے۔

حضور انور نے روزمرہ کی معاشرتی زندگی کی مختلف مثالیں دیتے ہوئے سمجھایا کہ کس طرح انسان عدل سے ہٹ جاتا ہے اور فرمایا کہ عورتوں کے حقوق انصاف کے ساتھ ادا کرنا یہ بھی عدل ہے۔ روزمرہ زندگی کے تمام تعلقات جب تک عدل پر قائم نہ ہوں آپ سچے نہیں ہو سکتے اور جب تک سچ نہ ہو حق ذات کے ساتھ آپ کا تعلق قائم نہیں ہو سکتا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تفصیل کے ساتھ اور عام فہم انداز میں اس مضمون کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ سکون قلب عدل ہی کا دوسرا نام ہے۔ وہ دل جو عدل پر قائم ہے وہ انتہائی غربت میں بھی بے انتہا مطمئن ہوتا ہے اور چونکہ وہ پرسکون ہوتا ہے اس لئے اس کا ماحول بھی ہمیشہ پرسکون رہے گا۔ حضور نے فرمایا کہ جو قوم آپ سے عدل کر رہی ہے اور آپ سے احسان کر رہی ہے اس کے حسن سلوک کا جواب اس حد تک دینا جس حد تک وہ احسان کر رہی ہے یہ عدل ہے۔ حضور نے فرمایا کہ عدل کی بہت باریک راہیں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر کوئی فیصلہ آپ کو غلط بھی دکھائی دے تو اس وقت اگر آپ یہ دیکھیں کہ فیصلہ کرنے والا اس کا مجاز تھا یا نہیں اور اگر وہ مجاز ہے تو پھر اس کے فیصلہ کی اطاعت کریں۔ حضور نے نہایت لطیف انداز میں قرآن و حدیث کے حوالہ سے اس مضمون کے مختلف پہلو ابھار کر پیش فرمائے اور نصیحت فرمائی کہ زندگی کے ہر شعبہ میں عدل کا قیام کریں۔ حضور نے فرمایا کہ عدل سے اگلا قدم احسان ہے اور احسان سے بہتر عدل کی حفاظت کرنے والی اور کوئی چیز نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ سوسائٹی کے ساتھ عدل سے بڑھ کر احسان کا سلوک کریں تو دل جیتنے کا انداز اس سے بہتر کوئی نہیں ہو سکتا۔ ہاں ایک اور ہے جس کا ذکر اس کے بعد قرآن کریم نے فرمایا ہے یعنی ایتاء ذی القربیٰ۔ حضور نے فرمایا کہ خدا کے لئے اپنے گھروں کو جنتیں بنائیں اور یہ حسن خلق سے بنیں گی اور عدل سے بنیں گی اور پھر عدل کے بعد احسان کا رنگ بھریں۔

حضور نے فرمایا کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ جرمنی کی جماعت سے مستقبل کے خدا کے وہ جری اللہ پیدا ہونگے جو تمام دنیا کو فتح کرنے کے لئے یہاں بنیادیں ڈالیں گے۔ خطاب کے آخر پر حضور نے پرسوز اجتماعی دعا کروائی اور اسی کے ساتھ یہ اجتماع بفضلہ تعالیٰ بخیروخوبی اختتام کو پہنچا۔

۲۷ مئی کو مختلف فیملی ملاقاتوں اور دیگر دفتری مصروفیات میں زیادہ تر وقت گزرا۔ ۲۸ مئی کو صبح نو بجے سے قریباً ایک بجے تک مسجد نور میں انفرادی و فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ نماز ظہر و عصر کے بعد حضور ایدہ اللہ جرمنی سے بیلجیم کے لئے روانہ ہوئے۔

البانین، بوزنین و مقدونین افراد کے ساتھ مجلس سوال و جواب

شام سوا چھ بجے بیلجیم مشن ہاؤس میں البانین، بوزنین اور مقدونین افراد کے ساتھ مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ ایک دوست نے سوال کیا کہ بائبل اور قرآن میں کئی باتیں مشترک ہیں پھر دو مختلف کتب اور مذاہب کی کیا ضرورت تھی؟ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بعض باتوں میں مشترک ہونا تو کوئی بات نہیں۔ بندر میں اور انسان میں کئی باتیں مشترک ہیں لیکن واضح ہے کہ بندر ایک ادنیٰ درجہ کی مخلوق ہے اور انسان اعلیٰ درجہ کی مخلوق ہے۔ اسی طرح اسلام مذاہب کے درمیان کمال کے ایک بلند مقام پر ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مثال کے طور پر یہودیت کی تعلیم ایسی ہے جو کئی امور میں دنیا کے مختلف حصوں میں، مختلف احوال میں پوری طرح چسپاں نہیں ہوتی۔ اس میں انتقام کی تعلیم پر زور ہے۔ اس کے مقابل پر عیسائیت میں عفو پر زور دیا گیا ہے اور یہ تعلیم بھی تمام انسانی ضرورتوں کو پورا نہیں کرتی۔ مسیحی دنیا نے عملاً اسے غلط اور نامکمل تعلیم ثابت کر دیا ہے۔ اگر کوئی ان کے علاقے پر حملہ کر کے کچھ حصہ پر قبضہ کر لیتا ہے تو انہیں چاہئے کہ باقی ملک خود اس کے حوالے کر دیں لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ حضور نے فرمایا کہ اسلام ایک مکمل تعلیم ہے اور فرمایا ہے کہ اگر کوئی تم سے بدسلوک کرے تو اسے اسی قدر سزا دو لیکن عفو بہتر ہے جبکہ عفو اصلاح پیدا کرتا ہو۔ یہ اعلیٰ درجہ کی متوازن تعلیم ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر کوئی عیسائی آپ کو آکر کہے کہ تم اسلام چھوڑ دو اور عیسائی بن جاؤ تو یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی بندر انسان کے پاس آکر کہے کہ تم بھی بندر بن جاؤ۔ حضور نے فرمایا کہ صرف اسلام ہی واحد عملی مذہب ہے جو زمانے کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے بقا کا اہل ہے۔

ایک اور سوال یہ کیا گیا کہ مکہ جا کر ہم کیا حاصل کرتے ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ مکہ اتحاد کا مرکز ہے۔ ہر مذہب میں حج کا ایک رکن ہے۔ یہود یروشلم جاتے ہیں، ہندو بنارس جاتے ہیں، بدھسٹ تبت جاتے ہیں اور بعض منیلا جاتے ہیں۔ یہ ہمیشہ سے خدا کی طرف سے ایک طریق بتایا گیا ہے۔ اگر تمام بنی نوع انسان کے لئے خدا کی طرف سے ایک عالمی مذہب بھیجا جانا تھا تو ضروری تھا کہ تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک ہی مرکز ہو جس پر سب کا اتحاد ہو۔ مکہ وہ جگہ ہے جہاں حج کے موقعہ پر تمام قومیتوں کے فرق مٹ جاتے ہیں۔ سب ایک ہی لباس پہنتے ہیں۔ دیگر مذاہب میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں حج کے لئے تمام ملکوں، تمام قوموں کے افراد جمع ہوتے ہوں۔ یہ صرف مکہ ہے جہاں سب دنیا کے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ حج کا اجتماع نسلی تعصبات کے خلاف لڑنے کا ایک اظہار ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ہستی کے متعلق بھی ایک سوال ہوا جس پر حضور ایدہ اللہ نے تفصیل سے جواب ارشاد فرمایا۔ ایک صاحب نے کہا کہ فرض کریں کوئی خدا پر ایمان لاتا ہے لیکن اس دنیا میں کئی مذاہب ہیں۔ کس مذہب کی بات مانی جائے، کس کی پیروی کی جائے؟۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اگر وہ مذہب ایسے خدا کو پیش کرتا ہے جو عالمی ہے اور عظیم و اکبر ہے تو اسی مذہب کو مانیں۔ جو مذہب ایسے خدا کو پیش کریں جو تنگ نظر ہے اور محدود ہے ایسے مذاہب کو چھوڑ دیں۔

ایک سوال یہ کیا گیا کہ اسلام لمبے بالوں کی اجازت کیوں نہیں دیتا؟ حضور نے فرمایا کہ اس کا انحصار تو اس بات پر ہے کہ آپ کون ہیں۔ اگر مرد ہیں تو چھوٹے بال رکھنے چاہئیں تاکہ مرد اور عورت میں تمیز ہو سکے۔ اگر عورت ہو تو وہ لمبے بال رکھے لیکن آج کے جدید دور میں لگتا ہے کہ روایات بدل گئی ہیں۔ آجکل عورتیں چھوٹے بال رکھنے لگ گئی ہیں۔ شاید اس لئے مرد لمبے بال رکھنے لگ گئے ہیں تاکہ فرق رہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ کامن سینس کی بات ہے۔ آپ کو اپنی مردانہ صفات کا خیال رکھنا چاہئے۔ علاوہ ازیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا جب مرد عورتوں کی مشابہت اختیار کریں گے اور عورتیں مردوں کی۔ اس لئے مذہبی فریضہ بھی ہے کہ ہم مرد و عورت کے درمیان جو فرق ہے اسے قائم رکھیں۔

ایک سوال یہ ہوا کہ سیاست دان آج کے مسائل کا حل چاہتے ہیں لیکن مسائل بڑھ رہے ہیں ان مسائل کے حل کی چابی انہیں نہیں مل رہی؟۔ حضور نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ چابی گھر میں پڑی ہوئی ہے اور وہ باہر سڑک پر ڈھونڈ رہے ہیں۔ مسائل کے حل کی چابی سیاست دانوں کی نیت میں ہے۔ وہ خود غرض ہیں، وہ اخلاقیات کی بات تو کرتے ہیں مگر خود با اخلاق نہیں۔ انصاف کی بات کرتے ہیں لیکن دوسروں کے تعلق میں کوئی انصاف نہیں دکھاتے۔

اسلام میں اتنے فرقے ہیں تو انسان کس فرقے کی پیروی کرے، اس سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ آپ کو اس فرقے کی تلاش کرنی چاہئے جو اپنے عقائد میں، اپنے رویہ میں عالمی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اسلام عالمی ہے۔ اور اگر آپ گہری نظر سے جائزہ لیں تو وہ صرف احمدیت ہے۔ مثلاً تمام فرقے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اسلام کی تبلیغ کے لئے قتل و غارت اور بندوق کا استعمال ضروری ہے اور یہ مقدس جہاد ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ غیر مقدس جنگ ہے کیونکہ آپ کا تصور عالمی نہیں ہے۔ اگر اس نظریہ کو قبول کریں تو بنیادی انسانی حقوق تلف ہوتے ہیں۔ حضور نے تفصیل سے اس نکتہ کی وضاحت فرمائی۔ چند دیگر سوالات جو اسی مجلس میں کئے گئے حسب ذیل تھے۔ کیا مسلمان کی حیثیت سے عربی بولنا ضروری ہے؟، دنیا میں جنگیں کیوں ہوتی ہیں؟، کوئی جنگ میں مارا جائے تو اس کی کیا حیثیت ہے؟

یہ دلچسپ مجلس سات بجکر چھبیس منٹ پر ختم ہوئی۔

مختلف اقوام کے افراد کے ساتھ مجلس سوال و جواب

بیلجیم مشن ہاؤس میں ہی قریباً سات بج کر پچپن منٹ پر متفرق اقوام کے افراد کے ساتھ ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ اس مجلس میں ایک نومسلم خاتون نے کہا کہ میں اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی حتی المقدور کوشش کرتی ہوں لیکن میرا ایک مسئلہ یہ ہے کہ جب میں کام پر ہوتی ہوں تو بعض اوقات میری نماز چھوٹ جاتی ہے۔ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ اگر نماز چھوٹ جائے تو یہ گناہ ہے لیکن مجھے اس بارہ میں کوئی احساس گناہ نہیں ہوتا کیونکہ کام کی مجبوری کی وجہ سے نماز چھوٹی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس سوال کا تفصیل سے جواب ارشاد فرمایا اور انہیں بتایا کہ کسی قسم کے جرم یا گناہ کا احساس نہ ہونا کوئی معیار نہیں ہے۔ بعض لوگ قتل کرتے ہیں اور انہیں جرم کا کوئی احساس نہیں ہوتا۔ نماز کی اہمیت و فرضیت اتنی ہے کہ اگر میں نماز نہ پڑھوں تو مجھے بہت زیادہ احساس جرم ہوگا۔ حضور نے بتایا کہ کام پر ہونا کوئی ایسا عذر نہیں ہے کہ اس بنا پر نماز ترک کر دی جائے۔ رزاق خدا تعالیٰ ہی ہے۔ اس کی دی ہوئی توفیق سے ہی ہم رزق کماتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نمازوں کے اوقات میں ایسی لچک رکھی ہے کہ نماز کو کلیۃً ترک کرنے کا کوئی جواز نہیں رہتا۔ پھر سوائے فجر کی نماز کے باقی نمازیں ایسی ہیں کہ ظہر و عصر اور مغرب و عشاء ان کے اوقات کی حدود آپس میں اس طرح ملتی ہیں کہ آپ اشد مجبوری کی صورت میں دو نمازیں اکٹھی بھی پڑھ سکتی ہیں۔ الغرض حضور ایدہ اللہ نے تفصیل سے اس بات کی وضاحت فرمائی اور بتایا کہ نماز کو کلیۃً ترک کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

ایک سوال یہ کیا گیا کہ الجیریا میں اسلامی حکومت کے قیام کے نام پر جو تشدد ہو رہا ہے اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ حضور نے فرمایا کہ سوال یہ ہے کہ اسلام کیا ہے اور اسلام کے نفاذ کا حق کس کو ہے۔ اگر اسلام شیعہ ازم ہے یا سنی اسلام یا بریلوی یا وہابی یا حنفی یا شافعی تو جہاں بھی خدا کے نام پر اسلام کا نفاذ کیا جائے گا تو ایک خدا کے نام پر مختلف اسلام نافذ ہونگے۔ پھر کسی کو یہ حق خدا کی طرف سے نہیں دیا گیا کہ وہ کسی کو اس بنا پر قتل کرے کہ وہ اسلام پر عمل نہیں کرتا۔ حضور نے الجیریا کے حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے بتایا کہ وہاں جو تحریک چل رہی ہے اس کی مساعی کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام کے نام پر اپنے ہی آدمیوں کے خلاف جنگ کی جائے۔ حضور نے فرمایا کہ اسلام عالمی مذہب ہے اور اسلام انسانی حقوق کا علمبردار ہے۔ طاقت کے زور پر اسلام کے نفاذ کا دعویٰ کرنے والے خود کو خدا کے طور پر ظاہر کرنے والے ہیں۔

ایک اور سوال یہ ہوا کہ آپ کا کیا خیال ہے کہ سیاست اور مذہب ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھے ہونے چاہئیں یا مذہب اور سیاست کو الگ الگ ہونا چاہئے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ صرف دھوکہ دینے والے نعرے ہیں۔ ایک عقل مند کے لئے ضروری ہے کہ اس نعرے کا تجزیہ کرے۔ حضور نے فرمایا کہ ملاں خدا کے نام پر سیاست پر، حکومت پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ سیاسی لیڈر جانتے ہیں کہ ملاں خدا کے نام پر ایسے کام کرے گا جس کا اسے کوئی

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

(دوسری قسط)

حیاء کے پردے سے بہتر اور کوئی پردہ نہیں

حیاء کا پردہ اٹھا کر یا اسے پھاڑ کر جس لذت کو بھی آپ حاصل کرتے ہیں یا کرتی ہیں وہ لذت گناہ ہے اور وہ لذت آپ کے آخری مفاد کے خلاف ہے

(خطاب سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع جلسہ سالانہ مستورات بتاریخ ۸ ستمبر ۱۹۹۵ء بمقام من ہائیم، جرمنی)

قرآن کریم میں جو حضرت موسیٰؑ کا واقعہ بیان ہوا ہے وہاں بھی حیاء کا مضمون ایک خاص انداز میں بیان فرمایا گیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ جب دربدر ہو کر اپنا وطن چھوڑ کر ایک دوسرے وطن میں پہنچے تو وہاں مسافر کے طور پر ابھی نئے نئے آئے تھے، ایک درخت کے سائے میں بیٹھے تھے، آپ نے دیکھا کہ وہاں کچھ گڈریئے اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہے ہیں اور ان کے مویشی کثرت کے ساتھ تھے کیونکہ بعض Water Hole کہلاتے ہیں یعنی پانی پینے کی جگہیں جہاں جانور کافی دور کے علاقے سے لائے جاتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کا اس جگہ انتخاب بھی اس وجہ سے تھا کہ یہاں لوگ آئیں گے تو کوئی واقفیت پیدا ہوگی، کوئی سر چھپانے کی جگہ ملے گی اور کثرت سے گڈریئے آئے ہوئے تھے۔ وہاں دو عورتیں بھی تھیں جو ایک طرف کھڑی تھیں یا دو لڑکیاں تھیں جو ایک طرف کھڑی تھیں۔ ان کی بھی بکریاں وغیرہ تھیں جنہیں وہ پانی پلانا چاہتی تھیں لیکن کوئی ان کی طرف توجہ نہیں دے رہا تھا۔ حضرت موسیٰؑ چونکہ غیر معمولی طاقتور اور جوان مرد تھے آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا بات ہے تم ایک طرف کیوں کھڑی ہو۔ انہوں نے کہا جب تک یہ سارے مرد پانی پلا کر چلے نہ جائیں ہماری باری نہیں آئے گی۔ آپ نے کہا نہیں میں پلاتا ہوں۔ چنانچہ ان کی بھیڑ بکریاں جو بھی تھیں یا جتنی بھی تھیں انہیں لے کر انہوں نے مردوں کو ہٹا کر پانی پلایا اور واپس جا کر خاموشی سے اسی درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ انہوں نے جا کر اپنے والد سے ذکر کیا کہ ایک ایسا شریف النفس انسان ہم نے دیکھا ہے، اس نے محض خدمت کی خاطر ہماری طرف توجہ دی اور جب ہماری بھیڑ بکریوں کو پانی پلا دیا تو خاموشی سے اپنی جگہ جا کر بیٹھ رہا۔ اور ان میں سے ایک نے اپنے باپ کو یہ مشورہ دیا کہ کیوں نہ ہم اس کو ملازم رکھ لیں کیونکہ شریف النفس تو ہے ہی اور اپنے گھر میں رہنے کے لئے ایک شریف النفس انسان چاہئے کیونکہ لڑکیاں ہیں، لڑکا کوئی نہیں۔ اس لئے ایسا شخص جو امین بھی ہو، طاقتور بھی ہو اس سے بہتر ملازم آپ کو نہیں مل سکتا تو کیوں نہ اسے ملازم رکھ لیں۔

قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں سے ایک لڑکی کو حضرت شعیبؑ نے (یعنی یہ نبی شعیب نہیں بلکہ دوسرے شعیب ہیں) انہوں نے حضرت موسیٰؑ کے پاس بھیجا کہ جاؤ اس کو بلا لاؤ۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ جس نے مشورہ دیا تھا بعید نہیں کہ اسی کو بھیجا ہو۔ اس دفعہ جب وہ گئی تو اکیلی گئی ہے تو قرآن کریم فرماتا ہے "تمشی علی استحیاء" (سورہ القصص:۲۶) وہ حیاء سے لجاتی ہوئی، لچکتی ہوئی گئی۔ اب صاف پتہ چلتا ہے کہ وہی لڑکیاں اپنی طرف کھینچنے کی طرف ان کا کوئی رجحان نہیں تھا، سیدھی سادی باتیں کر رہی تھیں۔ مگر جب اکیلی گئی تو شرما گئی اور اس شرمانے کا ذکر اللہ تعالیٰ نے "تمشی علی استحیاء" کر کے بڑے خوبصورت انداز میں فرمایا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ شرمانا اس کو ایک غیر معمولی حسن بخش رہا تھا۔ پس جب وہ دونوں حضرت شعیب کے گھر پہنچے ہیں تو حضرت شعیبؑ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم میرے ملازم ہو جاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس شرط پر ان دونوں میں سے ایک سے تمہاری شادی کرنے پر آمادہ ہوں کہ تم کم سے کم آٹھ سال میری خدمت کرو اور چاہو تو دو اور بڑھا دو اور دس سال کر دو۔ اب حضرت شعیبؑ کی عمر چونکہ زیادہ تھی اس لئے انہوں نے اندازہ لگایا کہ آگے آٹھ دس سال میں زندہ رہوں گا، اس عرصے میں میرے سارے کام ہوتے رہیں گے اور اگرچہ یہ امین ہے، اگرچہ یہ با اخلاق انسان ہے مگر پھر بھی ایک گھر میں دو لڑکیوں اور ایک مرد کا اکٹھا رہنا مناسب نہیں ہے۔

اس ساری کہانی سے بہت سی باتیں مترشح ہیں، بہت سے سبق ہمیں ملتے ہیں لیکن جو بات آج میں بیان کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حیاء کا ذکر کیسے عمدہ موقع پر فرما رہا ہے۔ یہ حیاء اس کے لئے جاذب نظر تھی، کشش کا موجب تھی اور بعید نہیں کہ جس طرح قرآن نے بیان فرمایا ہے اس بچی سے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شادی ہوئی ہو۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حیاء کا دیکھیں کیسا عمدہ نکتہ ہمارے سامنے رکھا کہ مرد ہو یا عورت جس میں حیاء ہو وہ اچھی لگتی ہے۔

☆ حضرت ابومسعودؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں، بخاری کتاب الادب سے یہ روایت لی گئی ہے کہ سابقہ انبیاء کے حکیمانہ اقوال میں سے جو لوگوں تک پہنچتے رہے ایک یہ ہے کہ جب حیاء اٹھ جائے تو پھر انسان جو چاہے کرتا پھرے۔ الفاظ یہ ہیں "اذالم تستحی فاصنع ما شئت" (بخاری کتاب الادب باب اذا لم تستحی فاصنع ما شئت)۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اکثر گناہوں کا ارتکاب بے حیائی کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس پہلو پر انسان بہت کم نظر کرتا ہے کہ ہر گناہ کا آغاز بے حیائی سے ہوتا ہے اور حیاء توڑ کر گناہ کرنا پڑتا ہے۔ پہلی دفعہ اگر کوئی بچہ چوری کرے تو چوری سے بھی حیاء آتی ہے۔ اگر کوئی پہلی بار جھوٹ بولے تو جھوٹ سے بھی حیاء آتی ہے۔ بدتمیزی کرے اور اگر پہلی بار بالارادہ بدتمیزی کرتا ہے تو لازماً اس کو اس بدتمیزی سے بھی حیاء آئے گی۔ پس حیاء ہر گناہ کے رستے کی ایک روک ہے اور بے حیائی ہر گناہ کے لئے دروازے کھولتی ہے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ انبیاء جو بہت حکیمانہ کلام کیا کرتے تھے ان کے پر حکمت کلام کا یہ ایک نمونہ ہے کہ وہ کہا کرتے تھے۔ "اذالم تستحی فاصنع ماشئت" جب تم میں حیاء باقی نہیں رہی تو پھر جو چاہے کرتا پھر۔ فارسی میں بھی ایک محاورہ ہے جو غالباً اسی انبیاء کے حکیمانہ قول سے لیا گیا ہے "بے حیاباش وہرچہ خواہی کن"۔ بے حیاء ہو جا بس یہ شرط ہے پھر جو چاہے کرتا پھر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تو یہ پردے کی روح ہے اور پردے ہی کی نہیں ہر عصمت کی روح ہے اور یہ وہ روح ہے جو عورتوں سے خاص نہیں ہے بلکہ مردوں اور عورتوں دونوں سے خاص ہے۔ اس لئے حیاء کی حفاظت کریں اور اپنے بچوں میں بھی حیاء قائم کریں۔ **حیاء سے مراد صرف مردوں اور عورتوں کے تعلقات کی حیاء نہیں ہے۔ حیاء فی ذاتہ ایک خلق ہے جو ہر گناہ کے مقابل پر ایک پردہ ہے۔**

پس وہ عورتیں جو معلوم کرنا چاہتی ہیں کہ اسلامی پردہ کیا ہے؟ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اسلامی پردہ حیاء ہے۔ **اگر آپ اپنی حیاء کی حفاظت کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدا کے فرشتے آپ کی ہر قسم کی خرابیوں اور گناہوں سے حفاظت کریں گے کیونکہ حیاء کے پردے سے بہتر اور کوئی پردہ نہیں ہے۔**

پس اپنے بچوں کو بھی حیاء دار بنائیں۔ حیاء کا مردانگی سے ایک تعلق ہے اور ایک تعلق نہیں بھی ہے۔ حیاء سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ نیک کاموں سے انسان حیاء کرے یا بہادری کے کاموں سے حیاء کرے۔ وہ مواقع جہاں جان دینے کی باتیں ہو رہی ہوں وہاں حیاء، بے حیائی ہے اور شرم کا مقام ہے۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ وہاں حیاء کا مضمون بالکل الٹ جاتا ہے۔ کیونکہ ایسا شخص جہاں مرد جانیں دینے کے لئے آگے بڑھ رہے ہوں اور وہ پیچھے ہٹ رہا ہو حیاء اس کو مانع نہیں ہوا کرتی بلکہ بہت ہی بڑا بے حیاء ہی ہوگا جو ایسے موقع پہ مردوں سے الگ ہو کر پھر اس نیک کام سے محروم رہ جائے جو اس وقت کا بہترین کام ہے۔ یعنی جب جنگ کا دور ہو، جہاد ہو رہا ہو اور لوگ جانیں دے رہے ہوں اس وقت وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں حیاء کی وجہ سے پیچھے ہٹ گیا۔ اس لئے بعض جگہ پھر ہٹنا حیاء کا موجب نہیں بلکہ بے حیائی کی وجہ ہوتی ہے۔ پس موقع اور محل کے مطابق ان باتوں کے معنوں کو سمجھنا چاہئے لیکن اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ اپنے بچوں کو بزدل نہ بنائیں۔ حیاء کے بہانے ان کو ایسا نہ بنا دیں کہ ہر وہ کام جہاں ان کو آگے بڑھ کر حصہ لینا چاہئے اس سے وہ پیچھے ہٹ جائیں۔ یہ حیاء نہیں ہوگی بلکہ نقائص ہیں یہ۔ اور ان کا کوئی بھی نام رکھیں یہ حیاء نہیں ہے۔ مگر اچھی باتوں میں حیاء اور بری باتوں سے حیاء یہ باتیں اگر آج ہماری مائیں اپنے کل کے بچوں میں پیدا کر دیں تو آئندہ نسلوں پر بہت بڑا احسان ہوگا۔ ہمارے بہت سے جھگڑے جو پردے کے ہیں وہ اٹھ جائیں گے۔ مجھ سے بہت سے خاندان ملنے آتے ہیں، فیملی ملاقات اب ایک عام محاورہ بن گیا ہے اور بہت بڑا وقت میرا ان ملاقاتوں میں لندن میں اور باہر بھی خرچ ہوتا ہے، وہاں بعض خاندانوں کی خواتین کے متعلق مجھے یہ پوچھنا نہیں پڑتا کہ وہ پردہ کرتی ہیں کہ نہیں، برقع ہماری طرز کا لیتی ہیں کہ نہیں۔ ان کے چہروں میں متانت دکھائی دیتی ہے، ان کا وقار نظر آتا ہے اور مجھے کوئی خاص پریشانی نہیں ہوتی۔ مگر بعض بچیاں اپنی اداؤں کے ساتھ مجھے فکر مند کر دیتی ہیں۔ ان کے بالوں کے کٹنے کا انداز، ان کا اپنے آپ کو ابھار کر پیش کرنا بعض دفعہ میں حیران رہ جاتا ہوں دس گیارہ سال کی لڑکی ہے اور بغیر شرم کے اچانک اپنا ہاتھ آگے مصافحہ کے لئے بڑھاتی ہے اور بعض جگہ اسی عمر کی بچیاں شرما جاتی ہیں۔ تو مجھے جو ایسی بچیاں ہوں خواہ پردے کا بظاہر حکم ان پر نہ بھی آیا ہو ان کی ادائیں مجھے بتاتی ہیں کہ قابل فکر ہیں۔ یہ دوسروں کے معاشرے سے کچھ زیادہ ہی متاثر ہو چکی ہیں اور یہ جو اس وقت کی شوخی ہے یہ کل کی بے حیائی بن سکتی ہے۔ پس بچپن ہی سے حیاء کا خیال کریں اور حیاء کی حفاظت کریں۔

یہاں جو رواج ہے کہ لڑکیاں لڑکوں سے مصافحے کرتی ہیں، بعض دفعہ ایسی صورت ہوتی ہے کہ چونکہ اس معاشرے کے حالات مختلف ہیں۔ ایک ڈاکٹر نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا ایک عورت اس وقت مجبور ہوتی ہے۔ وہ سمجھتی ہے کہ اس وقت ہاتھ نہ بڑھانا نقصان دہ ہو سکتا ہے اس پر اسلام کا یا برا اثر نہ پڑے تو اپنی بے عزتی تو ضرور محسوس کرے گا۔ ایسی صورت میں اگر پہلے تنبیہہ نہ کی گئی ہو تو بعض مجبوری کے طور پر محض سرسری سا ہاتھ دے کر اسے کھینچ لیتی ہیں اور محسوس کرتی ہیں کہ اچھا نہیں ہوا مگر میں مجبور تھی۔ مگر ہر جگہ شوق سے ہاتھ بڑھاتے پھرنا اس بہانے کہ یہاں کا معاشرہ اور ہے یہ درست نہیں ہے۔ یہ آپ کی سوسائٹی کو لازماً بے حیاء بنا دے گا اور ایک دفعہ ایک جگہ ایک چیز کی شرم ٹوٹ جائے تو دوسری جگہ اور بھی بہت سی بے شرمیوں کو دعوت دیا کرتی ہے۔

پس یہ مضمون ایسا ہے جسے غور سے سمجھنا چاہئے، اس کو باریکی سے سمجھتے ہوئے اس کے تقاضے پورے کرنے چاہئیں۔ کیونکہ ہم جس معاشرے میں یہاں بس رہے ہیں اسلامی معاشرے کو کئی قسم کے خطرات درپیش ہیں۔ کچھ تو معاشرتی فرق ہیں جو طبعی ہیں اور قدرتی فرق ہیں ان میں کوئی مذہبی فرق نہیں بلکہ قومی عادات کے فرق کا تعلق ہے۔ ایسے معاشرتی انداز اگر کسی ملک میں اپنا لئے جائیں تو یہ بداخلاقی نہیں بلکہ اعلیٰ اخلاق کا مظہر ہے کیوں ہم ان سے ہر بات میں کھچ کر رہیں جن کی سرزمین میں آکے بیٹھے ہیں ان کی اچھی باتیں اپنانا تو گناہ نہیں ہے۔ لیکن وہ معاشرتی اقدار جن کا مذہب سے ٹکراؤ ہے، جو نہ صرف آپ کے لئے نقصان دہ بلکہ خود ان کے لئے بھی نقصان دہ ہیں وہاں سے بچ کر رہنا وہاں سے ہاتھ کھینچ لینا اسلام آپ سے تقاضا کرتا ہے اور آپ کی عقل بھی آپ سے تقاضا کر

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:
TEL: 0141-777 8568
FAX: 0141-776 7130

رہی ہے، اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ کی اگلی نسلوں کو ضرور نقصان پہنچے گا۔

مجھ سے ایک دفعہ یہی سوال انگلستان میں کسی نے کیا کہ ہمارا معاشرہ اور ہے اور آپ کا معاشرہ اور ہے۔ آپ ہمارے ملک میں آکر اپنے معاشرے پر زور دیتے ہیں تو ہم آپ کو اجنبی دیکھتے ہیں، آپ ہم میں جذب نہیں ہو سکتے اس لئے ان وجوہات سے ریس ازم (Raceism) کو تقویت ملتی ہے اور یہ معمولی بات نہ سمجھیں۔ ہمارے لڑکے آپ کی لڑکیوں پر ہنستے ہیں، آوازے کستے ہیں اور ایسے لڑکے جو عجب طریق سے رہتے ہیں، ہمارے نزدیک عجب ہے، ان کے اوپر بھی وہ سکول کی زندگی مشکل ہو جاتی ہے تو اب ان باتوں کو چھوڑ دیں۔ وہ ہیڈ ماسٹر تھے جنہوں نے مجھ سے سوال کیا۔ ان کو میں نے تفصیل سے سمجھایا کہ معاشرتی فرق ہوتا کیا ہے اور جہاں یہ فرق گناہ کا موجب نہیں ہے وہاں ہم شوق سے اختیار کرتے ہیں اور کرنے دیتے ہیں۔ ہرگز کوئی حرج نہیں دیکھتے اس میں۔ اس لئے آپ خواہ مخواہ ایک بات کو ضرورت سے زیادہ بے محل بڑھا کر پیش نہ کریں، حقیقت سے دیکھیں۔ چنانچہ اس کی تفاصیل میں نے بیان کیں کہ آپ جس معاشرے کا فرق دیکھ رہے ہیں بعض باتوں میں ہم ان کو معاشرے کا فرق نہیں دیکھتے۔

مثلاً ہیڈ ماسٹر کا ہی تعلق تھا، میں نے کہا ایک ہیڈ ماسٹر نے ایک احمدی بچے کو جس کی عمر دس گیارہ سال تھی مجبور کرنا شروع کیا کہ وہ دوسرے لڑکوں کے ساتھ بالکل ننگا نہائے۔ اس نے انکار کر دیا، اس نے کہا میں تو نہیں نہاؤں گا۔ اس ہیڈ ماسٹر نے کہا یہ ہمارے معاشرے میں تمہاری دخل اندازی ہے۔ اپنی معاشرتی اقدار اور اپنے تمدن کو ہم پر ٹھونس رہے ہو اس لئے ہم یہ نہیں ہونے دیں گے۔ اگر تم نے تعلیم حاصل کرنی ہے تو اسی طرح تمہیں کرنا ہوگا ورنہ سکول سے نکل جاؤ۔ اس کو میں نے سمجھایا کہ آپ خود ان باتوں کو جانتے ہیں آپ کا معاشرہ ان وجوہات سے بہت گندہ ہو گیا ہے کئی قسم کے بدرجحانات یہاں پیدا ہو چکے ہیں۔ اور خود بچے آپ کے اساتذہ سے بھی محفوظ نہیں رہے۔ ایسی صورت میں آپ تمدنی، معاشرتی فرق کہہ کر ان برائیوں کو یہاں جاری کریں تو یہ کوئی اچھی بات تو نہیں ہے، یہ نقصان دہ ہے۔ اور آپ کا کوئی حق نہیں کہ کسی انسان کو اس کے نقصان پر مجبور کریں۔ اگر آپ کا تمدن برا ہے تو ہم کیوں اسے اختیار کریں۔ ہاں جہاں تک اچھی تمدن کی باتیں ہیں میں اپنے بچوں کو خود نصیحت کرتا ہوں کہ آپ بھی ویسا بنیں۔ یہ بات چونکہ ان کے اپنے تجربے میں تھی اور پہلے ہی اس معاملے میں تلخی محسوس کر رہے تھے کیونکہ ان کے بعض اساتذہ کا سلوک اپنے بچوں سے شریفانہ نہیں تھا اس لئے فوراً انہوں نے اسے قبول کیا۔ انہوں نے کہا ہاں میں سمجھتا ہوں یہ بات بالکل درست ہے۔ کسی تمدن، کسی معاشرے کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی قوم کے اخلاق بگاڑے۔

میں نے کہا آپ کو تو ہم سے سیکھنا چاہئے۔ ہماری بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کی آپ کے تمدن کو ضرورت ہے۔ اور تمدن کی تعریف یہ کر لینا کہ ایک ہی ملک کے حالات اس وقت کا اس کے ملک کا تمدن ہے جو بدل نہیں سکتا، یہ درست نہیں ہے۔ معاشرہ اور تمدن تو ایک ہمیشہ جاری رہنے والی، تبدیل ہونے والی حالتوں کا نام ہے۔ مختلف وقتوں میں وہ بدلتی ہیں اور مختلف قسم کے معاشرے ایک دوسرے پر اثر انداز ہو کر ایک دوسرے کو تبدیل کرتے چلے جاتے ہیں۔ کوئی قانون اس راہ میں حائل نہ ہو سکتا ہے، نہ حائل کرنا چاہئے۔ میں نے ان کو کہا کہ معاشرہ تو نام ہی گلدستے کا ہے۔ مختلف رنگوں کے، مختلف خوشبوؤں کے پھول ہیں وہ اکٹھے ایک جگہ ہوں تو خوب صورت دکھائی دیتے ہیں۔ ایک ہی طرح کی عادتوں کو اگر آپ اپنا لیں تو یہ تو فوجی ڈرل ہو جائے گی اس کا نام معاشرہ نہیں ہو سکتا۔ رفتہ رفتہ آپس میں جب ملیں گے ہندوستان کے معاشرے کو بھی آپ یہاں پنپنے دیں، افریقہ کے معاشرے کو بھی پنپنے دیں، پاکستان کے معاشرے کو بھی پنپنے دیں۔ اگر آپ کو پسند نہیں تو اپنی جگہ وہ آپس میں ہی جس طرح رہنا پسند کریں آپ کو کیا حق ہے کہ اپنا معاشرہ ان پر ٹھونسیں، یہ کوئی قانون شکنی تو نہیں کر رہے وہ۔ آپ کے قانون کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے وہ ایک طرز زندگی اختیار کرتے ہیں، کسی قانون کا حق نہیں ہے کہ انفرادی طور پر دخل دے کر کسی کو اس کی طرز بود و باش میں مجبور کرے۔ لیکن بعید نہیں کہ رفتہ رفتہ آپ کو ان کی ادائیں اچھی لگنے لگیں، آپ وہی رنگ اختیار کرنے لگیں۔ چنانچہ اس کی مثال میں نے ان کو دی کہ آپ دیکھیں کھانا کھانے کے انداز تھے ایک زمانے میں جو یورپ میں اب بہت بدل چکے ہیں اور اس کی ایک وجہ مشرق سے ان کے تعلقات ہیں جنہوں نے مشرقی عادات کو ان کے اندر سرایت ہونے کا موقع دے دیا۔ انگریزوں نے حکومت کی ہے ہندوستان پر، پاکستان اور بہت سی جگہوں پر۔ ایک زمانہ تھا جب وہ چھری کانٹے سے کھانے کا نام تہذیب رکھتے تھے اور ہاتھ سے کھانے کا نام وحشیانہ حرکت تصور کرتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ جاہل قومیں ہیں اور تمیز سے عاری ہیں جو اپنے ہاتھوں سے کھانا پکڑ کے کھاتی ہیں۔ یہ ہائی جین (Hygien) کے بھی خلاف ہے، یہ تمیز کے بھی خلاف ہے۔ لیکن وقت گزرا انہوں نے دیکھا کہ رفتہ رفتہ جو بعض چیزیں ہاتھ سے کھانے کا مزہ ہے وہ چھری کانٹے سے آ ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ اب جتنے ان کی باربی کیو وغیرہ ہوتے ہیں ان میں چھری کانٹے پھینک دیتے ہیں اور ہاتھ سے پکڑ پکڑ کر کھاتے ہیں اور امریکہ میں تو بہت ہی رواج بڑھتا جا رہا ہے اور انگلستان میں بھی جو ہوٹل ریسٹورنٹ وغیرہ ہیں رفتہ رفتہ ہاتھ سے لقمے بنا کے کھانے کے مزے لوٹنے لگے ہیں۔ تو ایک تہذیب ایک وقت میں معیار سے گری ہوئی دکھائی دیتی ہے دوسرے وقت میں انسان اسی کو اپنا لیتا ہے اس میں زبردستی کی کوئی روکیں ایسی نہیں پیدا کرنی چاہئیں کہ ایک تہذیب دوسری میں سرایت نہ کر سکے۔ لیکن جہاں تک دینی تعلیم کا تعلق ہے، جہاں تک گناہوں کا تعلق ہے وہاں یہ مضمون نہیں چلتا وہاں خدا تعالیٰ نے بعض حدیں مقرر فرما دی ہیں۔ معاشرے کے نام پر نہ آپ کو وہ حدیں تجاوز کرنے کا حق ہے، نہ ان کا حق ہے کہ آپ کی حدیں توڑیں اور حیاء ان حدود میں سے ایک حد ہے۔ ہر وہ معاشرتی عادت، ہر وہ تمدن جو انسان کو بے حیاء بناتا ہو وہ مرد کے لئے بھی مہلک ہے اور عورت کے لئے بھی مہلک ہے اور ساری قوم کے لئے بھی مہلک ہے کیونکہ جتنے گناہ پنپ رہے ہیں یہ بے حیائی کے نتیجے میں پنپ رہے ہیں۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ پردے کی روح کو سمجھتے ہوئے آپ حیاء پر زور دیں گی۔ اپنی حیاء پر بھی، اپنے بچوں کی حیاء پر بھی اور یقین رکھیں گی کہ حیاء سے آپ کے حسن میں کمی نہیں آئے گی بلکہ آپ کے حسن میں اضافہ ہوگا اور آپ کی خوبیاں اور چمکیں گی اور آپ کا گھر جنت نشان بن جائے گا۔ حیاء کی نظریں خود شرماتی ہیں۔ حیاء کی نظروں میں بے حیائی کا گھورنا آ ہی نہیں سکتا۔ پس حیاء پردہ ہے بے حیاء نظروں سے اور بہترین پردہ ہے۔ اور نظر کو سلیقہ اور ادب سکھانے کا بہترین ذریعہ بھی حیاء ہے۔ پس مردوں پر بھی لازم ہے کہ وہ حیاء کریں، عورتوں پر بھی لازم ہے کہ وہ حیاء کریں اور اگر حیاء ہو تو پھر یہ ظاہری پردے پر اتنا زیادہ زور دینے کی ضرورت باقی نہیں رہتی مگر جب تک حیاء نہ ہو اس وقت تک تو یہ لازم ہے، اس وقت تک ہم اس کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

منتخب اشعار

۱۹۳۴ء میں احرار کی یورش کے جواب میں حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری رضی اللہ عنہ کی نظمیں بعنوان "بیان اہل درد" جماعت میں اس قدر مقبول ہوئیں کہ بعض دیگر احمدی شعراء نے بھی اسی زمین میں طبع آزمائی کی۔ چند متفرق اشعار ان نظموں سے درج کئے جاتے ہیں۔

جوش غم سینے میں لب پر نالہائے جاں گداز
ایک ہنگامہ بپا ہے درمیان اہل درد
چشم گریاں سینہ بریاں رنگ زرد و آہ سرد
یہ ثبوت اہل غم ہے یہ نشانِ اہلِ درد
بے محابا ہنسنے والے یہ ہنسی اچھی نہیں
آٹھ آٹھ آنسو رلاتی ہے فغانِ اہلِ درد
عرش تک پہنچا ہے شور نالہ ھائے نیم شب
صبر اے مختار صبر اے ترجمان اہل درد

(الفضل ۲۳ فروری ۱۹۳۶ء)

حضرت مختار سے سن کر بیان اہلِ درد
نغمہ ریزی کر رہے ہیں بلبلانِ اہلِ درد
اہل دل ہیں وجد میں سن سن کے نظمیں آپ کی
زندہ باد اے شاعرِ شیریں زبانِ اہلِ درد
ہیں وہی پیارے خدا کو جن کے دل میں درد ہے
درد ہی اس نے بنایا ہے نشانِ اہلِ درد
گرتے پڑتے سر کے بل پہونچے درِ محبوب تک
مرحبا شاباش اے زندہ دلانِ اہلِ درد

(حافظ سلیم احمد اٹاوی۔ الفضل ۲۳ جنوری ۱۹۳۶ء)

چشم تر کے آنسوؤں میں آگ کی تاثیر ہے
برقِ خرمن سوز ہے سیلِ روانِ اہلِ درد
درد سے ہے زندگانی درد مندوں کے لئے
کھیلتی ہے درد دل کے ساتھ جانِ اہلِ درد
آگ سے گلہائے تر پیدا کئے ہیں درد نے
پھول برساتی ہے چشمِ خونچکانِ اہلِ درد
سنگ خارا کا کلیجہ ہو کے پانی بہہ گیا
درد میں ڈوبی ہوئی تھی داستان اہل درد

(برکت علی لائق۔ الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۳۶ء)

حضرت مختار آں جانِ جہانِ اہلِ درد
یک طلسم انگیخت بہر امتحان اہلِ درد
عشق چوں دستاں سر آید دیدہ گرد و اشکبار
دل شود در سینہ خوں از داستان اہل درد

(مولانا حکیم عبید اللہ بسمل۔ ۲۸ نومبر ۱۹۳۵ء الفضل)

(مرسلہ انور ندیم علوی۔ نوابشاہ)

موصیان کرام سے گزارش

رہائش کی تبدیلی کی وجہ سے اپنے نئے ایڈریس سے مقامی جماعت اور دفتر وصیت کو فوری آگاہ رکھنا آپ کی ذمہ داری ہے۔ اس لئے ایسے موصیان جو پاکستان سے بیرون ملک آئے ہیں فوری طور پر دفتر وصیت کو اپنے نئے ایڈریس سے آگاہ کریں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

خطبہ جمعہ

بدیوں کا ترک نیکیوں کے استقبال کا ذریعہ ہے۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۷ مئی ۱۹۹۶ء مطابق ۱۷ ہجرت ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ (۱۰)
سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ مَنْ جَهَرَ بِهٖ وَ مَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَ سَارِبٌ بِالنَّهَارِ (۱۱)
لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا
مَا بِاَنْفُسِهِمْ وَ اِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ (۱۲)

(سورہ الرعد: ۱۰ تا ۱۲)

یہ آیات کریمہ جن کی میں نے تلاوت کی ہے سورہ الرعد کی دسویں تا بارھویں آیات ہیں اور پہلے بھی دو گزشتہ خطبات کے موقعہ پر میں انہی کی تلاوت کرتا رہا ہوں۔ آج خصوصیت سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان اقتباسات کے حوالے سے میں نے ان کی تلاوت کی ہے جن کے متعلق میں نے وعدہ کیا تھا کہ انشاء اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات جو اس آیت کی تفسیر میں آپ نے لکھے اور بیان فرمائے ہیں وہ آپ کے سامنے رکھوں گا۔

"عالم الغیب والشھادۃ" وہ غیب کا بھی عالم ہے اور شہادت کا بھی۔ "الکبیر المتعال" کبیر ہے اور متعال ہے۔ عالم الغیب والشھادۃ کا ایک تعلق اس کے الکبیر اور اس کے المتعال ہونے سے ہے جس کے متعلق اشارۃً میں نے پہلے ذکر کیا تھا لیکن اس طرز بیان میں یہ بات بھی داخل ہے کہ وہی ہے جو ظاہر کو بھی جانتا ہے اور وہی ہے جو غیب کو بھی جانتا ہے۔ بندوں کو نہ تو ظاہر کا کچھ علم ہے نہ غیب کا کچھ علم ہے۔ اور چونکہ علم سے ہی کبر اور علم ہی سے بلندی عطا ہوتی ہے۔ تمام سربلندی علم کے نتیجے میں ہے۔ تمام عظمت علم کے نتیجے میں ہے۔ اس لئے نہ انسانوں میں کوئی کبیر ہے نہ انسانوں میں کوئی متعال ہے۔ اگر کبیر ہے تو اللہ کی ذات ہے۔ اگر متعال ہے تو وہ اللہ ہی کی ذات ہے۔ اور جہاں تک بندوں کا تعلق ہے وہ جو کچھ چھپاتے ہیں اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں، جو ظاہر کرتے ہیں اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔ سب برابر ہیں اس کی نظر میں۔ "من اسر القول و من جھر بہ" خواہ وہ بلند آواز میں اونچی اونچی باتیں کرے اور اپنے بلند بانگ ارادوں کا اظہار کرے یا دعاوی کرے یا کوئی مخفی باتیں دل میں چھپائے پھرتا ہو۔ فرمایا خدا کی نظر میں سب برابر ہیں۔ "و من ھو مستخف بالیل و سارب بالنھار" اور جو رات کے پردوں میں چھپتا پھرے اور دن کو کھلم کھلا باہر نکلے ان دونوں کی حقیقت کو بھی وہی جانتا ہے۔ اور ان سب کے لئے ہر حال میں خدا ہی کی تقدیر کے تابع مقررکردہ ایسے محافظ ہیں جو ان کی حفاظت فرما رہے ہیں۔ اور اگر خدا کی حفاظت نہ ہوتی تو نہ رات کو زندگی کا قیام ممکن تھا، نہ دن کو زندگی کا قیام ممکن تھا۔ تو اللہ کی حفاظت کی تقدیر کے تابع یہ جو آگے پیچھے، دائیں بائیں ان کے ساتھ جاری ہے ان کو ہر لحظہ موت سے بچا رہی ہے۔

(اس موقعہ پر مسجد کے لاؤڈ سپیکر کی آواز میں خرابی کی وجہ سے کچھ دیر کے لئے حضور نے خطبہ روک دیا اور اس ضمن میں ضروری ہدایات جاری فرمائیں۔ اس نظام کی درستگی کے بعد حضور انور نے خطبہ کے مضمون کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:۔)

میں یہ بیان کر رہا تھا کہ قرآن کریم میں جہاں عالم الغیب والشھادۃ کا مضمون ہے وہاں یہ بھی ہے کہ تمہیں جب کسی حال کا علم نہیں نہ ظاہر کا، نہ غیب کا۔ تم اپنی حفاظت کا کیا انتظام کر سکتے ہو، کچھ بھی نہیں۔ اور جو اندرونی خطرات ہیں اور اکثر اندرونی ہیں اور جو مخفی خطرات ہیں اور اکثر مخفی ہیں ان سے انسان کے اندر مقابلے کی طاقت ہی نہیں کیونکہ علم کے بغیر مقابلہ ممکن نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے جہاں جس جس پہلو سے کسی انسان کو علم سے محروم رکھا ہے وہاں اس کی نگرانی کی ذمہ داری خود سنبھال لی ہے۔ پس یہ تعلق ہے اس مضمون کا "لہ معقبٰت من بین یدیہ و من خلفہ یحفظونہ من امر اللہ" کہ انسان کے آگے اور پیچھے خدا کے حکم سے ایسے کارندے چلتے ہیں جو اس کی تقدیر سے، اسی کے حکم سے حفاظت کر رہے ہیں۔ ورنہ موت کی تقدیر بھی خدا ہی کی ہے زندگی کی تقدیر بھی خدا ہی کی ہے۔

اس تعلق میں نیکی کو چھپ کر کرنا اور نیکی کو اعلانیہ کرنا یہ وہ مضمون ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے روشنی ڈالی ہے اور بہت ہی گہری پرحکمت نصائح پر مشتمل مضمون ہے وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اس آیت کریمہ کے بہت سے پہلو ہیں بے شمار ایسے جن پر ایک وقت میں اکٹھے روشنی ڈالنا تو درکنار اس کا ذکر بھی ممکن نہیں ہے۔ بہت ہی وسیع مضامین پر پھیلی ہوئی یہ آیات ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نیکی کے چھپانے اور نیکی کے ظاہر کرنے کے مضمون کو خصوصیت سے پیش نظر رکھا ہے۔ فرماتے ہیں:

> "پس مومنوں کو بھی دو ہی قسم کی زندگی بسر کرنے کا حکم ہے سراً و علانیۃً" (ابراہیم: ۳۲)۔ یا وہ مخفی زندگی بسر کریں گے یا کھلی کھلی علانیہ زندگی۔ "بعض نیکیاں ایسی ہیں کہ وہ علانیہ کی جاویں اور اس سے غرض یہ ہے کہ تا اس کی وجہ سے دوسروں کو بھی تحریک ہو۔"

یعنی علانیہ نیکی میں ایک حکمت یہ ہے تاکہ لوگوں کو بھی تحریک ہو ورنہ مخفی نیکیاں ہر انسان کی ذات میں ڈوبی رہیں گی اور معاشرے میں عموماً نیکی میں آگے بڑھنے کی طرف توجہ پیدا نہیں ہوگی۔

> "اس سے غرض یہ ہے کہ تا اس کی وجہ سے دوسروں کو بھی تحریک ہو اور وہ بھی کریں۔ جماعت نماز (یعنی باجماعت نماز) علانیہ ہی ہے اور اس سے غرض یہی ہے کہ تا دوسروں کو بھی تحریک ہو اور وہ بھی پڑھیں اور "سراً" اس لئے کہ یہ مخلصین کی نشانی ہے جیسے تہجد کی نماز ہے۔ یہاں تک بھی سراً نیکی کرنے والے ہوتے ہیں کہ ایک ہاتھ سے خیرات کرے اور دوسرے کو علم نہ ہو۔ اس سے بڑھ کر اخلاص مند ملنا مشکل ہے۔"

کہ نیکی کو عمداً اتنا چھپائے گویا اس کے وجود کے دوسرے حصے کو بھی اس نیکی کی خبر نہ ملے۔

> "انسان میں یہ بھی ایک مرض ہے کہ وہ جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ لوگ بھی اسے سمجھیں۔"

"لوگ بھی اسے سمجھیں" سے مراد یہ ہے کہ اس کے خرچ کے معاملات پر لوگوں کی بھی نظر ہو۔ یہ سمجھیں کا مضمون یا تو کوئی غلط لکھا گیا ہے یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بعض دفعہ بعض الفاظ کو زیادہ وسیع معنوں میں استعمال فرماتے ہیں جو روزمرہ کے استعمال سے ہٹ کر ہوتا ہے۔ جو الفاظ یہاں لکھے ہوئے ہیں یہی ہیں "یہ بھی ایک مرض ہے کہ جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ لوگ بھی اسے سمجھیں" شاید مراد یہ ہو کہ لوگ بھی اسے کچھ سمجھیں، اس کو عزت دیں، اس کو مرتبہ دیں "مگر میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں" یہ ہے وہ اصل بات جس کی طرف توجہ دلانے کے لئے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عبارت کو چنا ہے۔ آپ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کیا توقع ہے اور آپ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتنی گہری دلی رضامندی کا اظہار فرمایا ہے۔

> "مگر میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ میری جماعت میں ایسے بھی لوگ ہیں کہ جو بہت کچھ خرچ کرتے ہیں مگر اپنا نام تک ظاہر نہیں کرتے۔ بعض آدمیوں نے مجھے کئی مرتبہ پارسل بھیجا ہے اور جب اسے کھولا ہے تو اندر سے سونے کا ٹکڑا نکلا ہے یا کوئی انگشتری نکلی ہے اور بھیجنے والے کا کوئی پتہ ہی نہیں۔ کسی انسان کے اندر اس مرتبہ اور مقام کا پیدا ہونا چھوٹی سی بات نہیں۔ اور نہ ہر شخص کو یہ مقام میسر آتا ہے۔ یہ حالت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان کامل طور پر اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات پر ایمان لاتا ہے اور اس کے ساتھ اسے

ایک صافی تعلق پیدا ہوتا ہے۔ دنیا اور اس کی چیزیں اس کی نظرمیں فنا ہو جاتی ہیں۔" (ملفوظات جلد ۴ (طبع جدید) صفحہ ۶۶۳)

یہ ہے "سرا" کا مضمون جو بہت ہی گہرائی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے۔ بسااوقات انسان نیکی کرتا ہے اسے دکھاوے کا تو خیال نہیں ہوتا لیکن بالارادہ اخفاء کا بھی کوئی طریق اختیار نہیں کرتا۔ ایسے لوگوں پر کوئی حرف نہیں ہے کیونکہ چھپانا بھی ایک زحمت ہے اور کوشش کرکے کسی چیز کو چھپانا کسی غیر معمولی ارادے کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا ورنہ یہ نارمل نہیں ہے یہ عام انسانی طریق نہیں ہے۔ ایک انسان ریا سے پاک نیکی کرے اسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی وہ دیکھتا ہے یا نہیں دیکھتا۔ اور اسی تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنا بھی ایک تجربہ بیان فرمایا ہے۔ کسی نے آپؑ سے پوچھا کہ آپ جب نماز پڑھتے ہیں اور خاص کیفیت طاری ہوتی ہے لوگ دیکھ رہے ہوتے ہیں تو آپ کو کبھی خیال نہیں آتا کہ وہ لوگ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا جیسے انسان طویلہ میں نماز پڑھے اردگرد گھوڑے بندھے ہوں تو کسی کو خیال آئے گا کہ گھوڑے دیکھ رہے ہیں؟ وہم و گمان میں نہیں یہ بات آتی کہ کوئی دیکھ رہا ہے کیونکہ میری نماز کا ان سے تعلق ہی کوئی نہیں۔ جس کے ساتھ ہے وہ دیکھ رہا ہے اور اسی کا خیال ایسا غالب ہو جاتا ہے کہ کسی اور طرف توجہ جاتی ہی نہیں۔ تو ضروری نہیں کہ ہر نماز کو چھپا کر ہی پڑھا جائے تو وہ "سری" نماز بنے گی ورنہ علانیہ ہو جائے گی۔ یہ مضمون بھی سمجھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ہر چیز جو ظاہر ہے وہ ظاہر نہیں ہے بعض دفعہ "سر" ہی ہوتی ہے اور اس کے اندر "سر" ہوتے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو نماز لوگ دیکھتے تھے اور وہ نمازیں جو دوسروں کی دیکھتے تھے بظاہر تو ان میں فرق نہیں تھا۔ اگر خشوع و خضوع ہے تو بعض دفعہ غیروں میں بھی بڑے زور سے خشوع و خضوع پیدا ہوتا ہے مگر یہ "سری" کیفیت کہ پرواہ ہی کوئی نہیں کوئی دیکھ رہا ہے کہ نہیں دیکھ رہا ان کی حیثیت، حقیقت ہی کوئی نہیں۔ جس نے دیکھنا تھا وہ جانتا ہے اور وہی میرے لئے کافی ہے۔ یہ بھی ایک "سر" ہے جو علانیہ نمازوں میں بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اور نیکی کا بھی یہی حال ہے۔ بعض دفعہ ایک انسان چندے لکھواتا ہے چندے ادا کرتا ہے اس کے نام رسیدیں کٹتی ہیں اور اکثر یہی ہوتا ہے کیونکہ ہم نے چندے کے نظام کی بھی حفاظت کرنی ہے۔ مگر دینے والے کے ذہن میں کسی طرح بھی، کسی قسم کا کوئی ریاء کا پہلو نہیں ہوتا۔ مگر اس کے باوجود کچھ ایسے بھی ہیں جو محنت کرکے اپنی نیکی کو خود اپنی ذات سے بھی چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔

> **ہر انسان کو اپنی نیتوں پر نظر رکھنا خواہ وہ عبادت کے تعلق میں ہوں، خواہ وہ مالی قربانی کے تعلق میں ہوں یا وقت کی قربانی اور خدمات کے تعلق میں ہوں نہایت ضروری ہے۔**

یہ جو فرمایا کہ دوسرے ہاتھ کو خبر نہیں ہوتی یہ بہت اہم مضمون ہے۔ یہ کوئی مبالغہ آمیزی نہیں ہے۔ ورنہ لفظاً تو ایک ہاتھ سے آپ نیکی کریں تو دوسرے ہاتھ کو ضرور خبر ہوگی کیونکہ آپ ایک ہی وجود کے حصے ہیں۔ مگر یہ جو مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عشاق کے حوالے سے بیان فرمایا کہ میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ ایسے ایسے بھی ان میں ہیں کہ مجھ تک سے نام چھپاتے ہیں۔ اور مومن کا اپنے آقا سے اتنا بھی فرق نہیں ہوتا جتنا ایک ہاتھ کا دوسرے ہاتھ سے ہوتا ہے۔ پس ایک ہاتھ سے نیکی کرنا اور دوسرے ہاتھ سے چھپانا اس سے بہتر انداز میں ظاہر نہیں فرمایا جاسکتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی لوگ بعض دفعہ زیورات بھیجتے تھے اور خود آپ پر بھی نام ظاہر نہیں کرتے تھے۔ لیکن بہت سے ایسے تھے جو آپ پر ضرور ظاہر کرتے تھے اور دونوں باتیں اخفاء میں ہیں۔ جس نے نہیں ظاہر کیا اس نے اپنے پر اعتماد نہیں کیا۔ یہ نہیں کہ مسیح موعود پر اعتماد نہیں تھا۔ اس نے اپنے اوپر اعتماد نہیں کیا اس کو یہ یقین نہیں تھا کہ اگر میں نے مسیح موعود پر بھی نام ظاہر کردیا تو شاید میں اپنے نفس کی انا کی پیاس بجھانے کے لئے ایسا کر رہا ہوں اور دل چاہتا تھا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اپنی نیکی کو ظاہر کروں تاکہ دعائیں بھی حاصل کروں۔ لیکن دعاؤں کے ساتھ جہاں نفس کی ملونی کا خطرہ ہوا وہاں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسے کرنے والے کو خود اپنے اوپر اعتماد نہیں تھا اور اعتماد نہ ہونے کے نتیجے میں اس نے اپنے ہاتھ سے اپنی انا کی گردن پر چھری پھیری ہے۔ گویا اب کوئی امکان باقی نہیں رہا کہ میری انا کسی طرح بھی خوش ہوسکے اس لئے یہ قربانی تو ضرور خالصۃً اللہ کے لئے ہوگی۔ یہ وہ مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ہی تحریر میں ایک بات بیان فرما کر اس کا ایک پہلو روشن فرمایا اور اس بات سے پردہ اٹھادیا کہ کیسے ایک ہاتھ کی نیکی کی دوسرے ہاتھ کو خبر تک نہیں ہوتی۔

پھر ایسے بھی ہیں جو یہ اس غرض سے کرتے ہیں کہ وہ چاہتے ہیں کہ میرے اور خدا کے درمیان ایسا تعلق قائم ہو جائے کہ اس کے اندر کسی انسان کا کوئی واسطہ نہ رہے۔ اور ایسا کرتے ہوئے وہ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جب نام چھپاتے تھے تو کسی تکبر کی بناء پر نہیں کہ میرا خدا سے براہ راست تعلق ہے بلکہ خدا کی توجہ اپنی طرف پھیرنے کے لئے کہ میں بھی ایک تیرا بندہ ہوں میری نیکی براہ راست تجھ تک پہنچے اور کسی اور کا دخل نہ ہو۔ یہ مضمون ہے جو عین ایسے باریک کنارے پر کھڑا ہے کہ غلط بھی ہوسکتا ہے اور صحیح بھی ہوسکتا ہے۔ اگر غلط ہو تو ایسا آدمی ٹھوکر کھا کے گر بھی سکتا ہے۔ اگر صحیح ہو تو بہت بلند مقام تک اس کو پہنچا دیتا ہے اور گرتا ہے تو خدا کی جھولی میں گرتا ہے۔ پس اس پہلو سے "سر" کا مضمون بہت ہی گہرا اور باریک ہے اور جب تک ہم اس مضمون کو نہ سمجھیں زیادہ ترقیات نہیں کر سکتے۔ کیونکہ "سر" کے اندر جو اندھیرے ہیں وہ اپنی ذات کی راہ میں بھی حائل ہوتے ہیں۔ "سر" کو پہچاننا بہت مشکل کام ہے۔ اس لئے جو اپنی نیتوں کو ٹٹولتا رہتا ہے اسے رفتہ رفتہ وہ بصیرت عطا ہوتی ہے جیسے اندھیرے کمرے میں رہنے کے عادی کی آنکھوں کو عطا ہوتی ہے۔ وہ آنکھیں رفتہ رفتہ کھل جاتی ہیں اور بہت مدھم روشنی بھی ہو تو اس میں بھی کچھ دکھائی دینے لگتا ہے۔ گویا جن کی آنکھیں ہمیشہ باہر ہی کھلی رہیں ان کو نفس کے اندھیروں میں کچھ دکھائی نہیں دیتا کہ نیتوں کا آغاز انا سے ہوا تھا یا رضائے باری تعالیٰ کی خاطر قربانی سے ہوا تھا۔

پس یہ وہ "سر" کا پہلو ہے جس پر جماعت کو غور کرتے رہنا چاہئے اور جب تک یہ محاورہ نہ ہو جائے کہ ہم اپنی نیتوں کو خوب پہچان لیں اور ہماری نیتوں کے گرد لپٹے ہوئے کوئی پردے حائل نہ ہوں، ہماری نظر اور اس نیت کے درمیان اس وقت تک قلب کی صفائی ممکن نہیں ہے۔ جب صفائی ہو جائے پھر وہ مقام آتا ہے جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر فرمایا ہے کہ اب یہ باتیں ختم ہوچکی ہیں، پرانی باتیں رہ گئی ہیں۔ کوئی دیکھتا ہے کہ نہیں دیکھتا ان سے میری توجہات کا مضمون بہت بالا ہوچکا ہے۔ پس وہاں تک پہنچنے کے لئے یہ بیچ کی منازل ہیں۔ اس لئے ہر انسان کو اپنی نیتوں پر نظر رکھنا خواہ وہ عبادت کے تعلق میں ہوں، خواہ وہ مالی قربانی کے تعلق میں ہوں یا وقت کی قربانی اور خدمات کے تعلق میں ہوں نہایت ضروری ہے۔ اور خطرات اس وقت تک درپیش ہوتے ہیں جب غیر کی تحسین کی آوازیں آنے لگتی ہیں۔ وہی وقت ہے جو ایک قسم کی طمانیت کا وقت بھی ہے اور خطرات کا وقت بھی ہے۔ اور یہ بھی ایک ایسا مضمون ہے جو یہاں اس سے مفر کوئی نہیں، بھاگ سکتے ہی نہیں۔ اب ہم جتنے بھی خدمت کرنے والے ہیں ان پر ہمیشہ نظر رکھتے ہیں اور امراء بھی نہ صرف نظر رکھتے ہیں بلکہ شکریوں کی چٹھیاں لکھتے ہیں اور مجھے بھی ساتھ بھیجتے ہیں۔ امیر صاحب یو۔کے کی بہت سی چٹھیاں میرے پاس آتی ہیں جو نقول ہیں ان لوگوں کے نام لکھی ہوئی چٹھیوں کی جن کو یہ لکھا گیا کہ آپ کی مالی قربانی جس انداز سے آپ نے کی، جس پیار اور خلوص سے کی وہ ہم تک پہنچی اور درج ہوئی اور میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے بدلے دین و دنیا کی حسنات سے نوازے۔ غرضیکہ اسی قسم کا مضمون ہے جو سب لکھنے والے لکھتے ہیں اور مجھے چٹھی بھیج دیتے ہیں۔ اور مجھے جو چٹھی بھیجنا ہے اس نیت سے نہیں کہ دیکھو ہم کتنی عمدگی سے اور فوری کام کر رہے ہیں۔ بلکہ مجھے یقین ہے کہ اس غرض سے بھیجتے ہیں کہ جو دعائیں ان کے دل سے ایک اچھے خدمت کرنے والے کے لئے اٹھی ہیں وہ میرے دل سے بھی اٹھیں۔ اب لکھتے ہیں ہم تو ان تک بھی آواز پہنچتی ہے کہ میری نیکی محسوس کی گئی ہے۔ ان کے نفس کو بھی ایک طمانیت نصیب ہوتی ہے۔ اور یہ وہ طمانیت ہے جو خطرے پر بھی منتج ہو سکتی ہے۔ اور یہاں لازم ہے کہ ہم اس خدا کی پناہ مانگیں جس کی طرف سے "معقبٰت من بین یدیه و من خلفه" مقرر ہیں کہ ہمیں ہر قسم کے خطرات سے بچاتے رہیں۔ تو نیکی کا مضمون جتنا گہرائی میں جاکر دیکھا جائے اتنا ہی زیادہ باریک سے باریک تر ہوتا چلا جاتا ہے اور بہت رفعتوں میں جا پہنچتا ہے۔ یعنی جتنی گہرائی ہے اتنی ہی رفعتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور اس پر ان رفعتوں کے سمجھنے کے نتیجے میں پھر انسان کو رفعتیں نصیب ہوتی ہیں۔ ان کو سمجھے بغیر نیکی کے عام پھل تو اسے ملیں گے مگر وہ پھل جو لامتناہی ہیں وہ پھل ان کے حصے میں آتے ہیں جن کی نیتیں لامتناہی طور پر خدا کے لئے وقف ہوچکی ہوں۔

پس خرچ تو ہم نے کرنے ہی کرنے ہیں جس نے دس روپے چندہ دینے کی توفیق پائی ہے اپنی توفیق کے مطابق وہ دس ہی دے سکتا ہے جس نے لاکھ یا کروڑ کی پائی ہے اس نے بھی توفیق کے مطابق ایسا کیا۔ مگر نہ دس کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ خدا کے ہاں غیر معمولی مقبولیت پاگیا، نہ کروڑ کے متعلق کہہ

The Hahnemann College of Homoeopathy

Venues: London and Birmingham; Contact: The Secretary, 164 Ballards Road, Dagenham, Essex. RM10 9AB. Tel / Fax: 0181-984-9240

The Hahnemann College of Homoeopathy (est. 1980) teaches classical Hahnemann principles. The college offers two courses for the mature student leading to the professional Diploma qualification : D.Hom.Med. and gives eligibility for professional registration with the U.K. Homoeopathic Medical Association (UKHMA).

FOUR YEAR PART TIME DIPLOMA COURSE

This course is open to any candidate who have a strong desire to learn homoeopathy to relieve the suffering of mankind.

TWO YEAR PART TIME DIPLOMA COURSE

This course is open to the following medical practitioners.

Acupuncture, Pharmacy, Chiropractice, Osteopaths, Naturopathy, SRN's, Physiotherapy, Dental Surgeons, Veterinary Surgeons.

Courses include: practical clinical studies / Patient management / renowned international speakers. For prospectus please apply above.

سکتے ہیں کہ وہ خدا کے ہاں غیر معمولی مقبولیت پاگیا۔ خدا کے ہاں ہند سے ختم ہو جاتے ہیں اور وہ آخری نیت ہے جس پر خدا کی نظر ہوتی ہے۔ غربت اور امارت کی تفریق مٹ جاتی ہے۔ ہر پیش کرنے والا برابر ایک صف میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ پس ان معنوں میں وہ آیت ایک مضمون پیش کر رہی ہے "سوآء منکم من اسرالقول و من جَھَرَ بہ" اب خدا کے حضور تم سب برابر ہوگئے ہو خواہ تم نے بڑھ بڑھ کے پیش کئے چھپ چھپ کے کئے لازم نہیں کہ چھپا ہوا آگے بڑھ گیا ہے۔ کیونکہ چھپے ہوئے کی نیکیوں میں بعض چھپی ہوئی بدیاں بھی داخل ہو جاتی ہیں۔ اور علانیہ نیکی کرنے والے کے اندر بھی بعض اخفاء کے ایسے پہلو ہیں جن پر خدا کے سوا کسی کی نظر نہیں۔ پس یہ عجیب مضمون ہے کہ امیر اور غریب، ظاہر اور مخفی سب برابر ہو جاتے ہیں خدا کی نظر میں۔ اور وہی ایک ہے جو جانتا ہے کہ نیکی کیا ہے، کس حد تک ہے۔ اور اگر ہم محنت کرکے اپنی نیکیوں کو خدا کے لئے خالص کرنے کی کوشش شروع کردیں تو یہ زندگی بھر کا سفر ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ آج آپ کے دل میں خیال اٹھا اور کل وہ بات ختم ہوگئی۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ زندگی کے ہر شعبے پر یہ مضمون حاوی ہے اور تمام زندگی ختم نہیں ہوسکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر روز ہم کچھ نہ کچھ کرتے ہیں اور جو بھی کرتے ہیں اس میں ہماری نیتیں شامل ہوتی ہیں خدا کے لئے یا غیر اللہ کے لئے کام کرنے کی۔ اپنے بچوں کو پالتے ہیں، اپنی بیویوں کی ضروریات پوری کرتے ہیں، اپنے دوستوں کا خیال رکھتے ہیں، تعلقات کے دائرے میں جکڑے ہوئے ہم آگے چلتے ہیں۔ اور ہر تعلق کے دائرے کے اندر خدا تعالیٰ موجود ہے جو ہمیں دکھائی نہیں دیتا۔ اگر اس کی طرف دھیان جاتا ہے اور وہ ایک موجود حقیقت کے طور پر ہر تعلق کے دائرے میں دکھائی دینے لگتا ہے تو یہ وہ ہے جو اس دنیا میں بقا نصیب ہو جاتی ہے اور باقی اور لافانی سے ایک تعلق شروع ہو جاتا ہے۔ اور پھر ہر تعلق کے وقت انسان اس انسان سے بہتر جس نے یہ باتیں محسوس کی ہیں سوائے خدا کے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ اس نے خدا کی موجودگی کو کیسا پایا۔ کیا خدا کی موجودگی کے نتیجے میں اسے کوفت ہوئی اور طبیعت مکدر ہوئی اور اس کا جو لطف تھا وہ کچھ بکبکا سا ہوگیا۔ یا خدا کی موجودگی کے خیال سے اس کے لطف میں ایک مزید چمک پیدا ہوگئی اور اس کا لطف ایک آسمانی نوعیت کا ناقابل بیان لطف بن گیا۔

یہ دو انتہائیں ہیں جن کے درمیان ہر مومن کا قدم یا ایک انتہا کے قریب ہے یا دوسری انتہا کے قریب ہے اور یہ منازل لامتناہی ہیں۔ ایک مبتدی جو سفر کرتا ہے وہ پہلی حالت ہے اس کے قریب رہتا ہے۔ یعنی خدا کا تصور تو بار بار اٹھتا ہے لیکن گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے کہ یہ میرے دنیا کے تعلقات اس کے مزے میں اب میں خدا کا مضمون داخل کروں تو یہ مزہ کرکرا ہو جائے گا۔ سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے، گفتگو میں یا خاموشی میں ہر حال میں انسان پر یہ کیفیت طاری ہو سکتی ہے کہ وہ خدا کی ہستی کا تصور باندھے اور وہ تصور یا اجنبی لگے یا ایسا تصور ہو جس کی تلاش تھی جو ایک خلاء کو بھر دینے والا ہو۔ یہ جو آخری بات ہے یہ آسان نہیں ہے اور محض یہ کہہ دینا کہ خدا سب سے پیارا ہے بالکل غلط ہے جب تک پیارا بن کے نہ دکھائے۔ اور پیار یونہی پیدا نہیں ہو جایا کرتے۔ انسان سے ہمارے پیار جو ہیں وہ تعلقات کے نتیجے میں لمبے عرصے میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور اپنائیت ہوکر جب دوئی مٹتی ہے تو پھر تعلق ایک اور منزل پہ جا پہنچتا ہے ایک اور بلندی حاصل کر لیتا ہے۔

تو خدا تعالیٰ کی ذات اور انسان کی ذات میں اتنا بعد ہے کہ انسان سے تعلق میں بھی اگر بیچ کی منازل بہت ہیں اور وہ آخری یک جان ہونے کی منزل بہت بعد میں آتی ہے تو خدا کے تعلق میں تو بہت ہی مشکلات ہیں۔ اور دعا کے بغیر یہ مضمون حل ہو ہی نہیں سکتا یہ سفر طے ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ کیونکہ شروع میں تو انسان کی طبیعت یہ اجنبیت محسوس کرتی ہے کہ جب میں انسان سے پیار کرتا ہوں، انسان کی خوبصورتی کو دیکھتا ہوں، اس کے احسانات کو دیکھتا ہوں تو یہ ساری باتیں قرب سے معلوم ہو رہی ہیں۔ اور اس میں ہم جنس ہونے کی وجہ سے کوئی بعد نہیں، کوئی اجنبیت نہیں ہے، ایک طبعی چیز ہے۔ مگر اس تعلق کو اہمیت نہ دوں اس کو ادنیٰ سمجھوں اور واقعی دل کے ولولوں کے ساتھ اپنی محبتوں کا مرکز خدا کو بنا لوں یہ جب تک حقیقتاً اس کو سمجھ نہ آئے اگر وہ ایسا دعویٰ کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ یہ آسان کام ہے ہی نہیں۔ کیونکہ جو یکسانیت ہے جب تک وہ نہ ہو اس وقت تک محبت پیدا نہیں ہو سکتی۔ سب سے بلند تر محبت وہ ہے جو یکسانیت سے پیدا ہوتی ہے اس میں پھر کبھی کوئی دوری نہیں ہوتی۔ جو محبتوں کا سفر کرتے ہیں آغاز میں جو محبت بہت ہی غیر معمولی طور پر طاقتور دکھائی دیتی ہے جب بھی اس میں رخنہ پڑتا ہے یکسانیت کے فقدان سے پڑتا ہے۔ میاں بیوی خواہ کیسے ہی پیار سے زندگی کا سفر شروع کریں جوں جوں وقت کے ساتھ مختلف صورت حال پر رد عمل میں اختلاف دکھائی دیتا ہے، جوں جوں نظریات کے اختلاف جو ہیں وہ روزمرہ کی زندگی پر اثرانداز ہونے لگتے ہیں، وہ جو دخل اندازی ہے وہ محبتوں کے اندر ایک رخنہ ڈالنے والی دخل اندازی ہوتی ہے جو یکسانیت کے فقدان سے پیدا ہوتی ہے۔ اور رفتہ رفتہ وہی چیز جو پہلے خوبصورت دکھائی دیتی تھی اس کی خوبصورتی کے باوجود اس میں وہ دلچسپی باقی نہیں رہتی۔

دل پیچھے ہٹ جاتے ہیں حالانکہ جسم وہی رہتے ہیں۔ تو اس وجہ سے درحقیقت محبت کا فلسفہ ہی یکسانیت ہے اور جب تک یکسانیت پیدا نہ ہو اگر جنسیں بھی الگ الگ ہوں تو محبت کا پیدا ہونا ناممکن ہو جاتا ہے۔

اسی لئے وہ بزرگ جن کا میں ذکر کیا کرتا ہوں بابا عبدالستار صاحب، بزرگ صاحب کہتے تھے، عبدالستار خاں۔ قادیان میں ایک پٹھان مہاجر تھے جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے غیر معمولی عشق تھا اور خدا پرست ایسے تھے کہ جو دل سے دعا اٹھتی تھی بہت جلد اس کا جواب ملتا تھا۔ اور سادہ انسان مگر بہت گہرا اور باریک مزاج۔ چنانچہ ان کا جو واقعہ میں نے پہلے بھی بارہا آپ کے سامنے رکھا ہے وہ اس موقع پر بھی چسپاں ہوتا ہے۔ انہوں نے ایک دفعہ یہ دعا شروع کردی کہ اے خدا میں نے تو ملکہ وکٹوریہ کو دیکھا نہیں ہے اس کا نام سنا ہے۔ نہ اس کے ساتھ میرا کوئی قومی تعلق ہے، نہ جسمانی طور پر کوئی تحریک میرے دل میں اس کے لئے پیدا ہو سکتی ہے، ہاں اس کی نیکی کے تذکرے سنے ہیں کہ اچھی بادشاہ ہے۔ تو اگر کوئی مجھے کہے کہ ملکہ وکٹوریہ سے عشق شروع کردو میں کیسے کر سکتا ہوں۔ یہ تو ممکن ہی نہیں ہے، میری طاقت میں نہیں ہے۔ اور پھر عرض کیا کہ اے خدا پھر جنسوں کا بھی تو اختلاف ہے۔ اب کہاں میرا اور ملکہ وکٹوریہ کا فرق، کہاں میرا اور تیرا فرق۔ کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ تو جہاں قدر مشترک ہی کوئی نہیں وہاں کیسے میں تجھ سے محبت کروں مجھے یہ سمجھا دے۔ یہ دعا کرتے ہوئے کشفی حالت طاری ہو گئی اور اس کشفی حالت میں ان کو ایک شعر الہام ہوا کہ

عشق اول در دل معشوق پیدا می شود
تا نہ سوزد شمع کے پروانہ شیدا می شود

کہ عشق تو پہلے معشوق کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر شمع جلے نہیں تو پروانے کو کیا پاگل پن ہے کہ وہ شمع پر، بجھی ہوئی شمع پر جاکر اپنی جان نچھاور کرے۔ پروانہ جلتا تو ہے مگر پہلے شمع جلتی ہے۔ معشوق پہلے جلتا ہے عاشق بعد میں جلتا ہے۔ عجیب جواب تھا یہ۔ اور چونکہ وہ بہت ہی گہرے عارف باللہ تھے وہ اس مضمون کو سمجھ گئے کہ دراصل خدا سے محبت خدا ہی کی محبت کے نتیجے میں پیدا ہو سکتی ہے اور ساری کائنات میں خدا کی محبت کے مظاہر بکھرے پڑے ہیں۔ کوئی بھی زندگی کا سانس ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کے لطف و احسان کا مظہر نہ ہو۔ وہ ہماری طلب کر رہا ہے، وہ ہمیں بلا رہا ہے۔ تو اس مضمون کو سمجھیں تو پھر ایک یکسانیت کے مضمون کا آغاز شروع ہو جاتا ہے۔ پھر جو کچھ وہ ہے ویسا بننے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اور اگر خدا محسن ہے اور بندہ محسن بنتا ہے اور خدا کے احسانات کا دائرہ جو لامحدود ہے اس پر نظر رکھ کر محسن بننے کی کوشش کرتا ہے تو خدا سے ایک قسم کی یکسانیت پیدا ہونے لگتی ہے۔ اور پھر خدا کا فضل ہے جو اس کی اس دل کی تمنا کے تیل پر آسمان سے اپنی محبت کا شعلہ برساتا ہے اور "نور علیٰ نور" بن کر وہ انسان جو خدا سے کوئی بھی نسبت نہیں رکھتا محبت میں اس کا شریک ہو جاتا ہے۔ تو شمع پہلے جلتی ہے پروانہ بعد میں یہ مضمون ہے کہ وہ شمع روشن ہے اور اس کی روشنی ساری کائنات پر پھیلی ہوئی ہے۔ "اللہ نور السمٰوٰت وَ الارض" اس پر غور تو کرو جب تم اس کے نور کے پردوں کو دیکھتے ہو جو پردوں کے پیچھے ہے لیکن پردے چمک اٹھے ہیں تو دراصل تمہیں اسی سے تو محبت ہو رہی ہے۔ ان کو بیچ میں حائل کیوں رہنے دیتے ہو۔ حسن خواہ انسان کا ہو، خواہ پھولوں کا ہو، خواہ پہاڑوں کا ہو، ندی نالوں کا ہو یا صحراؤں کا حسن وہ بھی تو ایک حسن ہے۔ صحراؤں کا حسن ہو، ہر حسن پر جب انسان غور کرتا ہے تو اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کا حسن کارفرما ہے۔

اسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام فرماتے ہیں

چشم مستِ ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

یعنی ہمیں تو خوبصورت آنکھیں بھی تیری ہی طرف لے جاتی ہیں اور ان کی زلفیں بھی خمدار ہوں بھی تو ان کا ہاتھ تیری ہی طرف اٹھتا ہے۔ یہ ساری نظر اسی مضمون کی مظہر ہے کہ کس طرح خدا کا حسن روشن ہوچکا ہے اور جگہ جگہ ذرے ذرے پہ روشن ہے۔ اور جدھر بھی نظر ڈالو تمہیں خدا کی محبت کی راہیں دکھائی دیں گی لیکن پہلے یہ شعور تو پیدا کرو کہ حسن ہے کیا اور کس کا ہے۔ اس مضمون میں جب تم داخل ہوتے ہو تو ہر قدم پر "اذن اللہ" کی ضرورت ہے۔ اللہ کے اذن کے بغیر اگلا قدم اٹھانے کی توفیق نہیں۔ ورنہ اس مضمون میں بھی ہر قدم پر وہ خطرات ہیں جن سے بچانے کے لئے آیت کے اس حصے کی ضرورت پڑتی ہے "لہ معقبٰت من بین یدیہ و من خلفہ یحفظونہ من امراللہ" کیوں کہ یہ مضمون بسا اوقات حقیقت سے مجاز کی طرف لے جاتا ہے اور انسان کو مجاز ہی میں غرق کر دیتا ہے۔ اور جتنے قدم خدا کی طرف بڑھنے کے ہیں اتنی ہی ٹھوکریں اس راہ میں حائل ہیں۔ ہر قدم پر ایک ٹھوکر بھی ہے اور آگے بڑھنے کے امکانات بھی ہیں۔ تو جس کو سب کچھ دکھائی دے رہا ہے اسی کی طرف کیوں نہ توجہ کی جائے۔

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-478 6464 0181-553 3611

Earlsfield Properties
Landlords & Landladies
Guaranteed rent
Your properties are urgently required.
Ring : 0181-265-6000

"لہ معقبٰت" اس کے پاس ایسے معقبات ہیں جو تمہاری حفاظت کر سکتے ہوں، تمہارے آگے اور پیچھے چلیں تمہاری نیتوں پر نگران ہو جائیں۔ مگر اگر اس سے مدد مانگتے ہوئے آگے بڑھوگے تو یہ نصیب ہوگا ورنہ نصیب نہیں ہوسکتا۔ باقی جتنے دعوے کرتے ہیں سب جھوٹے ہیں کہ ہم نے تو خدا کی محبت کو پالیا ہے، ہم سمجھ گئے ہیں، ہم نے قربانی خدا کی خاطر کردی ایک آدھ دفعہ نیت صاف کرکے خدا کی خاطر چھپ کے کی ضرور ہوگی اور بسااوقات انسان کو توفیق ملتی ہے۔ مگر ایک قدم ہی تو سفر کا نام نہیں۔ خدا کی طرف سفر تو لامتناہی ذات کی طرف سفر ہے۔ اس کا تو ہر قدم ایک مشکل قدم بھی ہے اور قدم بھی لامتناہی ہیں، نہ ختم ہونے والے قدم ہیں۔ تو ایک آدھ نیکی کرکے اس پر خوش ہو کے بیٹھ جانا اور یہ سمجھ لینا کہ ہم نے سب کچھ پالیا، یہ انتہائی بےوقوفی ہے اور اس کے نتیجے میں جو کچھ پایا ہے وہ بھی کھویا جاتا ہے۔

ایسے ایسے لوگ بھی آپ دیکھیں گے جنھوں نے کچھ پایا اور اس پانے کے تکبر نے ہی ان کو ہلاک کردیا۔ بڑے بڑے سر اونچا لئے پھرتے ہیں۔ کوئی ایک راز اتفاقاً مل گیا جو معمولی بات ہے۔ عارف باللہ کو تو روزانہ خدا تعالیٰ بےشمار نکات عطا فرماتا ہے اور وہ جھک کر قبول کرتا ہے، وہم و گمان میں بھی نہیں آتا کہ میری کوئی چالاکی ہے۔ لیکن ایسے ایسے بےوقوف بھی آپ کو نظر آئیں گے جو ایک بات پکڑ کے بیٹھ گئے ہیں اور بار بار وہ پوچھتے پھرتے ہیں لوگوں سے کہ اس کا جواب دو۔ گویا میرے سوا کوئی اس کا جواب نہیں جانتا۔ وہ چھوٹا سا کوئی چٹکلہ بے حقیقت، بے معنی اور اسی چٹکلے کے تکبر میں مبتلا ہو کر اگر کوئی نیکی تھی بھی تو وہ بھی برباد کر بیٹھتے ہیں۔ کئی ایسے آدمی میرے علم میں ہیں بعضوں سے میری گفتگو ہوئی، بعضوں کے متعلق مجھے بتایا گیا کہ انہوں نے یہ سوال کیا ہم نے بہت پھرا ہے بہت دیکھا ہے اس سوال کا جواب کسی نے نہیں دیا۔ مراد یہ نہیں کہ سوال کے جواب کی تلاش ہے۔ مراد یہ ہوتی ہے کہ ہمیں پتہ ہے تمہیں کچھ پتہ نہیں۔ اور آپ لاکھ ان کو سمجھانے کی کوشش کریں وہ سر ہلاتے رہیں گے کہ نہیں۔ اصل بات بتائیں گے نہیں کیونکہ وہ بات ہوتی کچھ نہیں، بے حقیقت سی بات ہوتی ہے اور سر پھیر کے چلے جاتے ہیں کہ ہمیں یہاں سے بھی نہیں ملا جواب۔

ہمہ وقت خدا کے وجود کا تصور اور اس کی حاضری ہی ہے جو سِرّ کو نیکی بنا دیتی ہے۔ اور یہ "سِرّ" جب نیکی بنتا ہے تو ایک سِرِّ نہاں بن کر جو اللہ کے عشق اور اللہ کی محبت کا سِرّ ہے اس کے دل کو روشن کر دیتا ہے۔

ایسے ایک دو آدمیوں سے واسطہ پڑا اور اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی کہ ان کی نفسانی حالت کو سمجھتے ہوئے ان کو لوگوں کے سامنے بہرحال لاجواب کر دیا۔ وہ سر اٹھا کے نہیں واپس جا سکا اور اتنی بھی توفیق نہیں ملی کہ کہہ دے کہ ہاں میری تسلی ہوگئی ہے۔ تو تسلی بھی خدا کا کام ہے وہ بھی بندے کے بس کی بات نہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں بھی ایک ایسا صوفی پہنچا تھا ایک بار اور بڑے اس نے تکبر کے ساتھ کہا کہ میں چند سوال لے کے آیا ہوں میرے جواب دیں آپ فوری طور پر۔ آپؓ نے فرمایا بتاؤ۔ اس نے کہا کہ یہ بتائیں اگر کوئی کشتی پر سفر کر رہا ہو اور کنارا آ جائے تو کنارے پر پہنچنے کے بعد کشتی میں بیٹھا رہے اس کو آپ کیا سمجھیں گے۔ اس کو آپ بےوقوف اور پاگل کہیں گے یا دانا سمجھیں گے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا میرا جواب یہ ہے کہ اگر وہ لامتناہی سمندر میں سفر کر رہا ہے تو جہاں کنارہ سمجھ کے اترا وہیں ڈوبا۔ اور اچانک وہ سمجھ گیا۔ جس مسئلے کا جواب اس کو دنیا میں کہیں نہیں ملا تھا وہ بے اختیار بول اٹھا کہ مسئلہ حل ہوگیا۔ وہ صوفیوں کا ایک فرقہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ جب خدا کو پالیا تو عبادتوں کی کیا ضرورت ہے۔ خواہ مخواہ پانچ وقت کی نمازیں اور شریعت کی پابندی یہ چیزیں تو خدا کے حصول اور اس کی تلاش کے لئے ہیں۔ جب ہم نے پا ہی لیا تو پھر کیا ہے۔ مگر حضرت مصلح موعودؓ بات کو سمجھ گئے اور کیسا عمدہ جواب دیا کہ تم اس کو پانے کا دعویٰ کر رہے ہو جو لامحدود ہے اور تم محدود ہو۔ اس لئے جہاں یہ دعویٰ کیا وہیں غرق ہو جاؤ گے۔ تو تکبر ہے جو انسان کو غرق کر دیتا ہے اور تکبر بھی اندھیروں کی پیداوار ہے۔ کبیر کہلانے کا حق صرف اس کا ہے جو جانتا ہے۔ پس دیکھیں اس آیت کے ہر لفظ کو ہر لفظ کے ساتھ خدا نے ایسے رشتوں میں باندھا ہے کہ وہ ظاہری طور پر بھی دکھائی دیتے ہیں اور گہرائی میں بھی مسلسل چلتے ہیں۔

پس اگر تم کوئی بلندی چاہتے ہو، اگر عظمت چاہتے ہو تو اللہ کے علم میں غرق ہو جاؤ اور اس کے علم کو اپنالو، اس کے علم کے سائے تلے چلو تب تمہارے لئے بچنے کا امکان ہے اور پھر تمہاری حفاظت ہوگی۔ اگر ایسا نہیں کروگے تو تمہاری نہ نیکی کی کوئی قیمت ہے نہ بدی کی کوئی حیثیت سب کچھ خدا کی نظر میں برابر ہی ہیں۔ یکساں دنیاوی زندگی بسر کر رہے ہو کبھی نیکی کے نام پر کبھی بدی کے شوق میں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے پھر فرماتے ہیں:

> "یہ حالت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان کامل طور پر اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات پر ایمان لاتا ہے اور اس کے ساتھ اسے ایک صافی تعلق پیدا ہوتا ہے۔ دنیا اور اس کی چیزیں اس کی نظر میں فنا ہو جاتی ہیں۔" (ایضاً)

یعنی اخفاء کی انتہا جو ہے یہ تبھی نصیب ہوتی ہے کہ سب دنیا نظر سے غائب ہو جائے کوئی دیکھ ہی نہ سکے یہی میں آپ کو سمجھا رہا تھا کہ یہ وہ حالت تھی جس کو مسیح موعود نے پایا اور ایک اور سوال کے جواب میں اس کو ظاہر فرما دیا۔ یہاں آپ غائبانہ حوالے سے باتیں کر رہے ہیں اپنا مضمون نہیں بتا رہے۔ اس کو بھی اخفاء میں رکھا ہوا ہے کہ میں خود اس تجربے سے گزرا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ اس کے بغیر یہ بات نصیب ہو ہی نہیں سکتی کہ اللہ کا تعلق اتنا بڑھ جائے اور اس کی ہمہ وقت حاضری اس کے سامنے یا آپ کی خدا کے حضور ہمہ وقت حاضری یہ مضمون ساری زندگی کے ہر پہلو پر اتنا غالب آ جائے کہ باقی گویا کچھ بھی نہیں رہا، ہر دوسری چیز فنا ہوگئی ہے پیچھے ہٹ گئی ہے۔ اس وقت پھر خدا تعالیٰ اس آخری مقام کی نیکی کی توفیق بخشتا ہے جو اسرار میں سب سے بڑھ کر سر ہے یعنی دنیا سے چھپا ہوا اور خدا کے تعلق کا وہ سر جس کا اس بندے کے سوا جس کا خدا سے وہ تعلق ہے کسی کو کوئی علم نہیں ہوتا۔

پس یہاں "سر" دو معنوں میں ہے ایک یہ کہ دنیا کی نظر سے جب وہ غائب ہو جاتا ہے یا دنیا کو غائب کر دیتا ہے تو ایک راز ہے جو کسی کو معلوم ہو ہی نہیں سکتا۔ جس نے مسیح موعود علیہ السلام سے بھی اپنی نیکی چھپائی جیسا کہ مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے اب اس کے دفاع میں بیان فرما رہے ہیں کہ میں اس کے اس فعل کو تکبر نہیں سمجھتا بلکہ اس کی ایک حالت ہے اور اس حالت کے بغیر اگر ایسا کرو گے تو یہ بھی ریاکاری ہے اور یہ بھی اپنے نفس سے چھپنے کی بات ہے۔ اس لئے طبعی حالتوں کے ساتھ ان نیکیوں کو ادا کرو یہ بھی بڑا ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ آج میرا خطبہ سنا تو کل مجھ سے چھپا چھپا کے کریں اور سمجھیں کہ آپ نے اس مقام کو پالیا ہے۔ کسی بت بنانے سے بت کی شکل کا وہ انسان تو نہیں بن جایا کرتا۔ یہ وہ گہری حقیقتیں ہیں جو زندہ حقیقتیں ہیں۔ بت بنانے سے ان بتوں میں جان نہیں پڑ سکتی۔ اس لئے یہ حقیقتیں آپ کو بھی تب زندہ کریں گی اگر یہ خود زندہ ہوں گی۔

تو جہاں تقویٰ کے ساتھ سچائی کے ساتھ دل کا ایک جذبہ مختلف امکانات سے گزرتا ہوا آخر ایک فیصلے تک پہنچتا ہے اور وہ ایک ایسے اخفاء کا فیصلہ ہے جس میں اور کوئی دنیا کا انسان اس سے باخبر نہیں ہوتا یہ وہ سر ہے جو اس کی نیکی کو حاصل ہوا جو ہر چیز سے چھپ گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یہ اس شخص کو زیبا ہے اور اسی کو اس کی توفیق ہے جس کی نظر میں ہمہ وقت خدا موجود ہے۔ یہ ہے وہ اہم نکتہ جس کو سمجھے بغیر آپ اس نیکی کی نقل بھی ماریں گے تو نیکی کو ضائع کر دیں گے۔ اگر انسان کلیۃً اپنی نیکی کو ہر دوسرے وجود سے چھپالے تو اس سے بڑا پاگل پن کوئی نہیں سوائے اس کے کہ اس وجہ سے چھپایا گیا ہو کہ جس کی خاطر ہے جو ہمہ وقت حاضر ہے اس کی نظر میں آ چکی ہے اور مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ اب کوئی اور اس کو دیکھے یا نہ دیکھے۔ پس ہمہ وقت خدا کے وجود کا تصور اور اس کی حاضری ہی ہے جو سر کو نیکی بنا دیتی ہے۔ اور یہ سر جب نیکی بنتا ہے تو ایک سر نہاں بن کر جو اللہ کے عشق اور اللہ کی محبت کا سر ہے اس کے دل کو روشن کر دیتا ہے۔ اچانک اس سر میں سے ایک اور سر جاگ اٹھتا ہے وہ اللہ کی ایسی محبت کا سر ہے جو خدا کو اس سے ہے، اس کو خدا سے ہے۔ دنیا میں کوئی بھی اس کا شریک نہیں، کسی کو علم نہیں ہوتا کہ یہ محبت کیسے پیدا ہوئی، کیا ہے، کیا اس کی حقیقت ہے اور کس عالی مرتبے تک خدا اس محبت کے ذریعے اس کو پہنچادے گا۔

یہ جو صورتحال ہے یہ چند مالی پیسوں کی قربانی کے تعلق میں بیان ہو رہی ہے لیکن آپ دیکھیں اس کا کتنا وسیع مضمون ہے۔ زندگی کی ہر نیکی کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ ہر انسانی جذبے پر یہ بات چھائی ہوئی ہے۔ "اس کے ساتھ ایک صافی تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔" یہ الفاظ مسیح موعود علیہ السلام کے ہیں "دنیا اور اس کی چیزیں اس کی نظر میں فنا ہو جاتی ہیں اور اہل دنیا کی تعریف یا مذمت کا اسے کوئی خیال ہی پیدا نہیں ہوتا"۔ یہ نہیں کہ دکھاوے کی خاطر تعریف سے بھی چھپتا پھرتا ہے اس کی بلاء سے ہو رہی ہے یا نہیں ہو رہی۔ ہوتی ہے تو معنے کوئی نہیں۔ بسااوقات ایسا انسان کو تجربہ ہوتا ہے کوئی شخص جس نے کسی کے ساتھ نیکی کی ہو بعض دفعہ وہ اس کی تعریف میں خط لکھتا ہے تو جس نے واقعۃً اللہ کے لئے کی ہوتی ہے اس کو پرواہ کوئی نہیں ہوتی۔ یہ الفاظ اس کے دل میں کوئی کسی قسم کی بھی تحریک نہیں پیدا کرتے جو تعریف کو کرنی چاہئے کیونکہ وہ اپنی تعریف خدا سے وصول کرچکا ہوتا ہے۔ اس لئے دوسری دفعہ وہ وہی سودا کسی اور کو نہیں بیچتا۔ تو اس طرح انسان اپنی نیکیوں پر نظر رکھ سکتا ہے جیسے مسیح موعود علیہ السلام نے باریک باریک مقامات پر نظر رکھتے ہوئے آپ کی راہنمائی فرمائی ہے۔

"غرض بدیوں کے ترک پر اس قدر ناز نہ کرو" اب ایک اور مضمون شروع ہوگیا ہے "غرض بدیوں کے ترک پر اس قدر ناز نہ کرو۔ جب تک نیکیوں کو پورے طور پر ادا نہ کروگے اور نیکیاں بھی ایسی نیکیاں جن میں ریاء کی ملونی نہ ہو اس وقت تک سلوک کی منزل طے نہیں ہوتی"۔ یعنی بعض ترک شر پر ہی نازاں ہوتے ہیں ہم نے فلاں بدی چھوڑ دی ہم نے فلاں بدی چھوڑ دی۔ فرمایا بدی چھوڑنا تو کوئی حقیقت نہیں ہے۔ کس نیکی نے اس بدی کی جگہ لی ہے، یہ ہے اصل مضمون۔ اگر آپ صفائی کرکے بیٹھ

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TEL: 01276-20916 FAX: 01276-678 740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

جائیں اور کچھ بھی وہاں نہ لگائیں وہ خلاء کی خلاء ہی رہے تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ صفائی اس لئے کی جاتی ہے کہ گندگی پھینکی جائے اور اچھی چیز اس کی جگہ رکھی جائے یا اچھوں کو وہاں آنے کی دعوت دی جائے۔ اگر خالی صفائی ہی ہے، نہ اچھا سامان، نہ اچھے آنے والے لوگ تو اس صفائی کا کیا فائدہ۔ فرمایا نیکیوں سے اپنے دلوں کو بھرنا یہ وسعت بناؤ اگر نیکیوں سے دلوں کو نہیں بھروگے تو سلوک کی کوئی منزل طے نہیں ہوگی۔ پس بدیوں کا ترک نیکیوں کے استقبال کا ذریعہ ہے۔ اور جب تک نیکیاں حاصل نہ ہوں خدا کی طرف آگے بڑھنے کے لئے کوئی قدم اٹھانے کی توفیق نہیں مل سکتی۔

آگے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "یاد رکھو ریاء حسنات کو ایسے جلا دیتی ہے جیسے آگ خس و خاشاک کو"۔ اور جو نیکیاں ہیں انکی حفاظت کے لئے پھر ایک اور مشکل بدیاں دور کرو اور نیکیاں اختیار کرو اور ریاء کا ڈاکو ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ ہر قدم پر دکھاوے کا جو شیطان ہے وہ ابتلا لے کر آتا ہے۔ اور مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ تو ایسے ہے جیسے خشک گھاس پھوس کو آگ دکھا دی جائے اس طرح یہ نیکیاں جل جاتی ہیں۔ دراصل اس میں ایک اور گہرا مضمون ہے وہ یہ ہے کہ نیکی جس کے ساتھ دکھانے کی تمنا ہو وہ ہری ہوتی ہی نہیں وہ ہوتی ہی خشک گھاس کی طرح ہے۔ اور ریاء بس وہ تیلی بنتی ہے جو خشک گھاس پھوس کو دکھا دی جاتی ہے اس نے تو بھڑکنا ہی ہے، اس کے مقدر میں جل جانا ہے۔ ورنہ نیکیوں میں گیلی مٹی کا مضمون پایا جاتا ہے۔ اس کے اندر طراوت ہوتی ہے اور اس کے ساتھ روئیدگی ہوتی ہے، سبزی اس سے نکلتی ہے اس کو تو تیلی جلا نہیں سکتی اور تیلی کا دماغ میں تصور بھی نہیں آتا اس کے ساتھ۔ پس وہ جس کو لوگ نیکی سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً ان کے جلانے کا انتظام بھی کرتا رہتا ہے یہ قانون قدرت ہے۔ جیسے گھاس پھوس کسی باغ میں زیادہ اکٹھا ہو جائے تو مالی ایک طرف کرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ پھر اس ڈھیر کو ایک دن تیلی دکھا کر اس خس و خاشاک سے اپنے چمن کو پاک کر لیتا ہے۔

تو اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ہاں نیکی کا سفر کرنے والوں کا حال ہے جو ان کے ریاء کی باتیں ہیں شیطان ان کو تیلی لگاتا ہے اور وہ جل کر خاک ہو کر جو اگر باقی کوئی نیکی رہ گئی ہے تو وہی رکھیں گی باقی سب باتیں اس دنیا میں خاک ہو کر اڑ جاتی ہیں۔ تو کوئی پتہ نہیں کہ ہم کتنی نیکیاں لے کر خدا کے حضور حاضر ہوں گے۔ اب اس مضمون پر نظر رکھیں تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کتنے ہم نے بظاہر پھل پھول اکٹھے کئے کتنے ہی سرو و سمن سے اپنے نیکی کے چمن کو سجایا اور سمجھتے یہ رہے کہ یہ لہلہاتا ہوا باغ ہے لیکن وہ تھا خشک گھاس پھوس۔ اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ یا سوکھی ہوئی ٹہنیاں تھیں۔ اور ریاء کے ہر شیطان نے ہر موقع پر اسے تیلی دکھائی اور آگ لگادی اور اگر آخر پر جاکر یہ آنکھ کھلے اور انسان کو پتہ چلے کہ مضمون کیا ہے تو مڑ کر دیکھے گا تو جلے ہوئے چمن کے سوا اس کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔

پس اس حال میں خدا کے سامنے پہنچنا ہے کہ کچھ لے کر پہنچیں۔ اور یہ وہ بات ہے جس کے لئے مسلسل تیاری، ہمہ وقت نگرانی کی ضرورت ہے۔ اور وہ جماعت جو مالی قربانیوں میں اس قدر عظیم بلند منازل طے کر رہی ہے اس کے لئے تو اور بھی زیادہ حفاظت کی ضرورت ہے۔ پس وہ سارے جو خدا کی خاطر ایک آنہ پیش کرتے ہیں یا کروڑوں روپے پیش کر رہے ہیں وہ اپنی قربانیوں کی نگرانی کریں۔ اور اس نگرانی کے تعلق میں جو طریق مسیح موعود علیہ السلام نے سکھایا ہے اس کے ذریعے ان کو باقی نیکیوں کی حفاظت کی بھی توفیق ملے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مضمون کو سمجھنے کی اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آج چونکہ میں نے ایک جماعتی سفر پر جانا ہے اس لئے نماز جمعہ کے بعد اس کے ساتھ ہی عصر کی نماز یہاں جمع ہوگی۔)

ضروری تصحیح

الفضل انٹرنیشنل کے گزشتہ شمارہ نمبر ۲۶ (۲۸ جون تا ۴ جولائی ۱۹۹۶ء) میں صفحہ نمبر ۵ پر شائع شدہ خطبہ جمعہ کے آغاز میں غلطی سے ۳ مئی کی تاریخ طبع ہو گئی ہے۔ جبکہ حضور ایدہ اللہ نے یہ خطبہ جمعہ ۱۰ مئی ۱۹۹۶ء (مطابق ۱۰ ہجرت ۱۳۷۵ ہجری شمسی) کو مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ احباب یہ نہایت ضروری تصحیح نوٹ فرمالیں اور اپنے الفضل کے فائل میں بھی یہ درستی فرمالیں ـــــ ادارہ اس فروگزاشت پر تمام قارئین سے معذرت خواہ ہے۔ (ادارہ)

محمد صادق جیولرز
MOHAMMAD SADIQ JUWELIER

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کرواسکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات:

Frankfurt:
S. Gilani,
Tel: 069/685893

Hamburg:
Hinter der Markthalle 2
Near, Thalia Theater Karstedt,
20095 Hamburg,
Tel: 040/30399820

بقیہ :۔ (حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ جرمنی کے دوران اہم دینی مصروفیات کا مختصر تذکرہ)

حق حاصل نہیں اس لئے وہ اس کے خلاف ہیں۔ ملاں کا کام ہے کہ وہ لوگوں کی اخلاقیات کو درست کرے۔ ملاں صرف حکومت کی بات کیوں کرتا ہے۔ اسلام تو زندگی کے ہر شعبے پر حاوی ہے تو ملاں اکانومسٹ کیوں نہیں بنتا، سائنس دان اور مزدور کیوں نہیں بنتا، صرف اقتدار کی بات کرتا ہے۔ حضور نے فرمایا ہر مسلمان ملک کا حق ہے کہ وہ اچھے سیاست دان کو منتخب کرے جو ان کا حکمران بنے لیکن یہ حق نہیں ہے کہ ملاں کو خدا کے نام پر اپنے حکمران کے طور پر منتخب کر لیں۔

اسلام میں جہاد کے تصور کے متعلق بھی ایک سوال ہوا جس کا حضور ایدہ اللہ نے قرآن و سنت کے حوالہ سے تفصیلی جواب ارشاد فرمایا اسی طرح ایک سوال یہ ہوا کہ بائبل اور قرآن میں کیا فرق ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس سوال کا بھی تفصیلی جواب دیا اور بتایا کہ بائبل محفوظ نہیں، اس میں تحریف ہو چکی ہے۔ اس کے نسخوں میں ہزاروں اختلافات ہیں، اس کی کئی باتیں لغو اور نامعقول ہیں۔ اسی طرح کائنات کی تخلیق اور سائنسی حقائق سے متعلق بھی اس کے بیانات مضحکہ خیز ہیں، وغیرہ۔

مجلس عرفان

اس مجلس کے اختتام پر حضور ایدہ اللہ کچھ وقت کے لئے خواتین کی طرف تشریف لے گئے۔ اس دوران مسجد میں اردو بولنے والے احباب جمع ہو گئے اور پھر مجلس عرفان شروع ہوئی۔ اس مجلس عرفان میں جو سوالات کئے گئے ان میں چند ایک یہ تھے:

☆ مرد کے لئے سونا پہننا کیوں حرام ہے، ☆ تیسری عالمی جنگ کیسے ہوگی؟، ☆ دن میں پانچ نمازیں کیوں پڑھی جاتی ہیں؟، ☆ اس وقت عالم اسلام کی جو حالت زار ہے اس کی کیا وجہ ہے؟، ☆ ایم ٹی اے پر جو پروگرام آتے ہیں ان میں بعض اوقات دعا ہو رہی ہوتی ہے کیا اس کے ساتھ دعا کی جا سکتی ہے؟۔ حضور نے فرمایا کہ ٹی وی کو اتنا ہی مقام دیں جو اس کا مقام ہے۔ علم وقت سے آزاد چیز ہے۔ دینی علم پر وقت کی کوئی پابندی نہیں ہے اس حد تک اس سے فائدہ اٹھائیں۔ جو عمل کا معاملہ ہے اس میں زندہ امام ہی کام آئے گا جو سامنے کھڑا ہے۔ ☆ انبیاء علیہم السلام کا اپنے مخالفین پر غالب آنے کا قرآن میں ذکر ملتا ہے۔ غلبہ سے کیا مراد ہے؟ حضور نے فرمایا کہ غلبہ اصل میں اقدار کا اور شرافت کا ہوتا ہے۔ اسلام کا سب سے بڑا غلبہ رسول اللہ کے زمانے میں ہوا جب اسلامی قدروں کو غلبہ حاصل ہوا۔ بعد کے دور میں ظاہری ترقی شروع ہوگئی مگر اسلامی قدروں میں انحطاط واقع ہوا۔ رسول اللہؐ نے تین صدیوں کو بہترین صدیاں قرار دیا پھر بعد کے دور کو اندھیروں کا دور قرار دیا جبکہ بظاہر اس دور میں مسلمانوں کی عظیم سلطنتیں وجود میں آچکی تھیں۔ دین اگر روحانی انقلاب کا نام ہے تو جب لوگ دنیا کے بندے نہیں رہے اور ان کا خدا سے تعلق ہو گیا تو سمجھیں انقلاب آ گیا۔

☆ خشکی کے جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے انہیں ذبح کیا جاتا ہے مگر سمندری جانوروں کے متعلق ذبح کرنے کا کوئی حکم نہیں ہے؟ حضور نے فرمایا کہ یہ فرق کولڈ بلڈ اور Warm بلڈ کا ہے۔ جتنے Warm Blooded جانور ہیں انہیں اپنے خون کا ٹمپریچر Maintain کرنا پڑتا ہے۔ مچھلی کا ٹمپریچر پانی کے مطابق ہوتا ہے اس کو خدا نے ایسا بنایا ہے کہ اس کا خون ماحول کے ٹمپریچر کے مطابق اپنے آپ کو ایڈجسٹ کر لیتا ہے اس لئے اس کے خون کے اندر فساد کا مادہ نہیں۔ اس لئے قرآن مجید کا ذبح کا حکم حکمت پر مبنی ہے اور بلا حکمت نہیں۔ یہ سلسلہ سوال و جواب رات ساڑھے دس بجے تک جاری رہا۔

(رپورٹ : ابولبیب) (باقی آئندہ انشاء اللہ)

جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ کا ۳۱ واں جلسہ سالانہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ کا ۳۱ واں جلسہ سالانہ انشاء اللہ ۲۶، ۲۷ اور ۲۸ جولائی ۱۹۹۶ء بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار اسلام آباد (سرے انگلستان) میں منعقد ہوگا۔

جماعت احمدیہ برطانیہ کا یہ جلسہ سالانہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت کی وجہ سے مرکزی اہمیت کا حامل جلسہ ہے جس میں اکناف عالم سے عشاق اسلام جوق در جوق تشریف لاتے ہیں۔ دراصل یہ جلسہ سالانہ اس مرکزی جلسہ سالانہ کی ایک شاخ ہے جو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۱ء میں جاری فرمایا تھا اور اس کے بارہ میں فرمایا تھا:

"اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے ...... اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے ...... اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں"۔ (اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۱ء)

اس جلسہ سالانہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایمان افروز خطابات مرکزی حیثیت رکھتے ہیں علاوہ ازیں نماز تہجد اور پانچوں نمازیں با جماعت ادا کی جاتی ہیں۔ علماء سلسلہ کے خطابات ہوتے ہیں اور سارا وقت دعاؤں، عبادات اور ذکر الٰہی کے روح پرور ماحول میں بسر ہوتا ہے۔ الغرض یہ تین دن روحانی اور علمی ترقی کے لئے انمول ایام ہیں جن سے احباب جماعت کو بھرپور استفادہ کرنا چاہئے۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ سالانہ کو ہر پہلو سے بہت ہی کامیاب فرمائے اور اس میں شامل ہونے والوں کو اس کی عظیم نعمتوں سے بہرہ ور فرمائے آمین۔

عطاء المجیب راشد (افسر جلسہ سالانہ)

جلسہ اعظم مذاہب اور فری تھنکرز

(عبدالباسط شاہد، مبلغ سلسلہ)

بنی نوع انسان میں باہم محبت واتفاق اور یگانگت پیدا کرنے کی ایک عظیم کوشش دسمبر ۱۸۹۶ء میں لاہور میں منعقد ہونے والی مذاہب عالم کانفرنس تھی جس میں مختلف مکاتب فکر کے نمائندوں نے ایک سٹیج پر اظہار خیال کرتے ہوئے اپنے مذہب کی خوبیاں اور فضائل بیان کئے۔ اس عظیم الشان جلسہ میں جناب پنڈت گوردھن داس صاحب فری تھنکر نے بھی اظہار خیال کیا۔ منتظمین جلسہ نے پانچ بنیادی سوالات مشتہر کئے تھے جن کے جواب یا جن کی روشنی میں ہر مقرر نے اپنا نقطہ نظر بیان کرنا تھا۔ ان سوالات کا ذکر کرتے ہوئے پنڈت صاحب نے اپنی تقریر کے آغاز میں فرمایا۔

"جو مضمون کارکن کمیٹی دھرم مہوتسو نے اس اجلاس میں زیر بحث ٹھہرائے ہیں وہ کچھ اس قدر مفید اور اہم ہیں اور ساتھ ہی اپنے اپنے انداز میں اس طرح ایک دوسرے سے پیوستہ ہیں کہ ایک شخص اس امر کا فیصلہ کرنے کے لئے نعل در آتش ہو رہا ہے کہ کس مضمون کو انتخاب کرے اور کس کو چھوڑے ....."

پنڈت صاحب کے مضمون کی یہ تمہید بہت ہی حیرت انگیز ہے۔ منتظمین نے تو پانچ سوال اس لئے مقرر کئے تھے کہ ان سب مضامین کے متعلق بیان کرنے سے ان کا یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے کہ لوگ صاحب مضمون کے خیالات اور اس کے مذہب کی خوبیوں سے آگاہ ہو سکیں گے مگر پنڈت صاحب کو انتخاب میں مشکل پیش آ رہی ہے کہ وہ کسے بیان کریں اور کسے چھوڑیں۔ اور پھر اس کے لئے جو محاورہ استعمال کیا گیا ہے "نعل در آتش" وہ اور بھی بے محل اور غیر متعلق ہے۔ یوں لگتا ہے کہ ان کے انگریزی مضمون کا ترجمہ کرنے والے نے ان کے ساتھ پوری طرح انصاف نہیں کیا۔

اپنے مضمون کی ابتداء میں پنڈت صاحب نے اپنے خیال میں ایک بہت ہی عمدہ اور مفید اصول پیش کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں .... "ہم کو نئے خیالات اور جدید آراء کا محاسبہ اور محاکمہ کرنے کے لئے اور خصوصاً ایسے خیالات کو جو ہمارے خیالات کے مخالف اور نقیض ہوں نہ صرف صبر و تحمل اور ایک ٹھنڈے دل کے ساتھ ہی سننا چاہئے بلکہ ہمیں کچھ وقت کے لئے بھول ہی جانا چاہئے کہ ہم ہندو ہیں یا مسلمان یا عیسائی بلکہ ہم کو صرف یہ خیال کرنا چاہئے کہ ہم انسان ہیں"۔

مذہبی معاملات میں تحمل بردباری اور افہام و تفہیم کی جس قدر ضرورت ہے اس کا احساس آج پہلے سے بھی بہت زیادہ ہو رہا ہے کیونکہ اس امر کو نظر انداز کرنے سے دنیا بھر میں عموماً اور ہمارے ملک میں خصوصاً جو خوفناک بدامنی اور شورش پیدا ہوئی ہے اس نے لوگوں کی عزت، جان، مال اور ہر چیز کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔

مذہبی رواداری کے حصول کے لئے اسی جلسہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایک سنہری اصول پیش فرمایا۔ آپ نے فرمایا "آج اس جلسہ مبارک کی غرض یہ ہے کہ ہر ایک صاحب جو بلائے گئے ہیں سوالات مشتہرہ کی پابندی سے اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان فرمائیں"۔ اس نہایت مفید امر کو مدنظر رکھنے سے جب کوئی شخص بھی کسی دوسرے کے مذہب پر کوئی حملہ نہیں کرے گا بلکہ اپنے ہی مذہب کی خوبیاں بیان کرے گا تو اس مثبت طرز عمل سے نفرت، بغض، کینہ، دشمنی دور ہو کر باہم افہام و تفہیم کی فضاء پیدا ہوگی جس سے معاشرہ میں سکون و ہم آہنگی کے جذبات ترقی پر رہیں گے۔

مکرم پنڈت صاحب پانچوں مقررہ و مشتہرہ سوالات کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ تمام کے تمام امور صرف اس سیدھے سادے ایک سوال میں آ سکتے ہیں کہ انسان کی وراثت کیا ہے۔ ..... ہم کو نہایت خوشی اور سرگرمی کے ساتھ اپنی اس وراثت کو جمع کر لینا چاہئے تاکہ ہم اپنی ذمہ داری اور اپنی طاقت کی حدکمال کا اندازہ کر سکیں"۔

اس وراثت یا تجربہ کو آپ تین حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اب انسانی زندگی یا تو جسمانی ہے یا عقلیہ یا اخلاقی"۔

جسمانی حصہ کے متعلق مکرم پنڈت صاحب نے بطور خاص توجہ دی ہے اور ورزش کی اہمیت بیان کرتے ہوئے آخر میں بطور خلاصہ لکھتے ہیں:

"...... اگر ہمارے ہر ایک عضلات، ہر ایک رگ سے جانداری کے آثار نظر آئیں۔ زندگی کی یہ خوشنما حالت کبھی بھی نظر انداز نہ ہونی چاہئے۔ اور ہم سے جو کچھ ہو سکے اسی کوشش میں رہنا چاہئے کہ کوئی چیز اس خوبصورت زمین پر دنیا کو راہ سے بے راہ کر کے اس کے ہاتھ سے شاندار جسمانی زندگی کی وراثت کو ضائع نہ کر دے"۔

صحت جسمانی کی بہتری اور جسمانی خوبصورتی کی اہمیت کو کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، تاہم اس سلسلہ میں جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس حقیقت افروز عارفانہ بیان کو دیکھتے ہیں جس میں قرآنی تعلیم بابت عفت و پاکدامنی کی وضاحت کی گئی ہے تو ایک اور ہی عالم نظر آتا ہے اور جسمانی صحت کا خیال رکھنا ایک عام دنیوی فعل نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی عبادت اور اس کے احکام کی تعمیل میں ایک غیر معمولی اہمیت کا دینی کام بن جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام معاشرتی اصلاحات کے متعلق قرآنی تعلیمات بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"غرض یہ قرآن شریف کی پہلی اصلاح ہے جس میں انسان کی طبعی حالتوں کو وحشیانہ طریقوں سے کھینچ کر انسانیت کے لوازم اور تہذیب کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اس تعلیم میں بھی اعلیٰ اخلاق کا کچھ ذکر نہیں صرف انسانیت کے آداب ہیں اور ہم لکھ چکے ہیں کہ اس تعلیم کی یہ ضرورت پیش آئی تھی کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس قوم کی اصلاح کے لئے آئے تھے وہ وحشیانہ حالت میں سب قوموں سے بڑھی ہوئی تھی۔ کسی پہلو میں انسانیت کا طریق ان میں قائم نہیں رہا تھا۔ پس ضرور تھا کہ سب سے پہلے انسانیت کے ظاہری ادب ان کو سکھائے جاتے"۔

حضور علیہ السلام عفت واحصان کے متعلق قرآنی تعلیم بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"ان آیات میں خدا تعالیٰ نے خلق احصان یعنی عفت کے حاصل کرنے کے لئے صرف اعلیٰ تعلیم ہی نہیں فرمائی بلکہ انسان کو پاکدامن رہنے کے لئے پانچ علاج بھی بتلا دئے ہیں یعنی یہ کہ اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچانا، کانوں کو نامحرموں کی آواز سننے سے بچانا، نامحرموں کے قصے نہ سننا اور ایسی تمام تقریبوں سے جن میں اس بدفعل کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اپنے تئیں بچانا، اگر نکاح نہ ہو تو روزہ رکھنا وغیرہ۔

اس جگہ ہم بڑے دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ اعلیٰ تعلیم ان سب تدبیروں کے ساتھ جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہیں صرف اسلام ہی سے خاص ہے ...." اسی سلسلہ میں آپ مزید فرماتے ہیں: "اسلامی پردہ کی یہی فلاسفی ہے اور یہی ہدایت شرعی ہے۔ خدا کی کتاب میں پردہ سے یہ مراد نہیں کہ فقط عورتوں کو قیدیوں کی طرح حراست میں رکھا جائے۔ یہ ان نادانوں کا خیال ہے جن کو اسلامی طریقوں کی خبر نہیں۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ عورت مرد دونوں کو آزاد نظری اور اپنی زینتوں کے دکھانے سے روکا جائے کیونکہ اس میں دونوں مرد اور عورت کی بھلائی ہے ......"

یہاں یہ بیان کرنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ جسمانی صحت اور خوبصورتی کو بحال رکھنے کے لئے اس سے بہتر کوئی اور تعلیم یا ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ مزید برآں اخلاقی اور روحانی حالت کی بہتری کی ضامن بھی یہی تعلیم ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یہ سب امور اور حالتیں ایک دوسرے سے مربوط اور گہرا تعلق رکھتی ہیں۔ اس حکیمانہ طریق کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ کی سچی اور کامل شریعت کا فعل جو اس کی زندگی میں انسان کے دل پر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کو وحشیانہ حالت سے انسان بنا دے۔ پھر انسان سے با اخلاق انسان بنا دے اور پھر با اخلاق انسان سے باخدا انسان بنا دے اور نیز اس زندگی میں عملی شریعت کا ایک فعل یہ ہے کہ شریعت حقہ پر قائم ہو جانے سے ایسے شخص کا بنی نوع پر یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ درجہ بدرجہ ان کے حقوق کو پہچانتا ہے اور عدل اور احسان اور ہمدردی کی قوتوں کو اپنے اپنے محل پر استعمال کرتا ہے اور جو کچھ خدا نے اس کو علم اور معرفت اور مال اور آسائش میں سے حصہ دیا ہے سب لوگوں کو حسب مراتب ان نعمتوں میں شریک کر دیتا ہے۔ وہ تمام بنی نوع پر سورج کی طرح اپنی تمام روشنی ڈالتا ہے اور چاند کی طرح حضرت اعلیٰ سے نور پا کر وہ نور دوسروں کو پہنچاتا ہے۔ وہ دن کی طرح روشن ہو کر نیکی اور بھلائی کی راہیں لوگوں کو دکھاتا ہے۔ وہ رات کی طرح ہر ایک ضعیف کی پردہ پوشی کرتا ہے اور تھکوں ماندوں کو آرام پہنچاتا ہے۔ وہ آسمان کی طرح ہر ایک حاجت مند کو اپنے سایہ کے نیچے جگہ دیتا ہے اور وقتوں پر اپنے فیض کی بارشیں برساتا ہے وہ زمین کی طرح کمال انکسار سے ہر ایک آدمی کی آسائش کے لئے بطور فرش کے ہو جاتا اور سب کو اپنے کنار عاطفت میں لے لیتا ہے۔ سو یہی کامل شریعت کا اثر ہے کہ کامل شریعت پر قائم ہونے والا حق اللہ اور حق العباد کو کمال کے نقطہ تک پہنچا دیتا ہے۔ خدا میں وہ محو ہو جاتا ہے اور مخلوق کا سچا خادم بن جاتا ہے"۔

مکرم پنڈت صاحب نے مذہبی تعلیم کا خلاصہ اپنے علم و تجربہ کے مطابق یہ بیان کیا ہے کہ "ایمان لاؤ ورنہ تم ہلاکت اور جہنم کا منہ دیکھوگے" حالانکہ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے اس میں تو یہ تعلیم پائی جاتی ہے کہ ایمان لاؤ اس سے تم اپنی زندگی کے مقصد کو حاصل کر سکو گے اور یہ بھی کہ ایمان لاؤ تا تم فوز و فلاح پا سکو۔ گویا کہ اسلام مقصد زندگی کے حصول اور کامیابی و ترقی کی منزل پر رواں دواں ہونے کا نام ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی زندگی کے مقصد کے حصول کے لئے کوشاں نہ ہو یا خیر و برکت سے منہ موڑ لے تو یہی اس کی ہلاکت اور جہنم ہے گویا ہلاکت اور جہنم صحیح رستے اور دین فطرت سے الگ ہونے میں ہے اس کی پیروی میں نہیں۔

مکرم پنڈت صاحب اپنی فری تھنکنگ یا آزاد خیالی کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اگر کوئی واقعی خالق اور پروردگار ہے اور اگر انسان اس کی مخلوق ہے تو جو اخلاقی اصول جو انسانی مشاہدات اور تجارب اور تاریخ سے مستخرج ہوئے ہیں اور وہ عامہ عقل کے مطابق بھی ہیں وہی اس کی مرضی کا یقینی اور دوامی انکشاف ہے"۔

اس عبارت میں شک و شبہ کی جو کیفیت ہے وہ سارے تاثر کو ختم کر کے انسان کو اپنی عقل پر بھروسہ کر کے ساری عمر تجربے کرنے اور ادھر ادھر بھٹکنے کے لئے گمراہی و تاریکی کے گڑھے میں اس طرح چھوڑ دیتی ہے جس طرح کوئی اندھا اور نابینا کھڑا ہو اور اسے کچھ سوجھ نہ رہا ہو کہ وہ کیا کرے۔ اس کے مقابل پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس یقین، ایمان اور عرفان کے رستے بتائے ہیں یقینی بات ہے کہ شیطان ان پر نہیں چڑھ سکتا کیونکہ یقین کی دیواریں آسمان تک بلند ہیں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اے عزیزو! اے پیارو! کوئی انسان خدا کے ارادوں میں اس سے لڑائی نہیں کر سکتا یقیناً سمجھ لو کہ کامل علم کا ذریعہ خدا تعالیٰ کا الہام ہے جو خدا تعالیٰ کے پاک نبیوں کو ملا۔ پھر بعد اس کے خدا نے جو دریائے فیض ہے یہ ہرگز نہ چاہا کہ آئندہ اس الہام کو مہر لگا دے اور اس طرح پر دنیا کو تباہ کرے بلکہ اس کے الہام اور مکالمے اور مخاطبے کے ہمیشہ دروازے کھلے ہیں۔ ہاں ان کو ان کی راہوں سے ڈھونڈو۔ تب وہ آسانی سے تمہیں ملیں گے۔ وہ زندگی کا پانی آسمان سے آیا اور اپنے مناسب مقام پر ٹھہرا۔ اب تمہیں کیا کرنا چاہئے تا تم اس پانی کو پی سکو۔ یہی کرنا چاہئے افتاں و خیزاں اس چشمہ تک پہنچو پھر اپنا منہ اس چشمہ کے آگے رکھ دو تا اس زندگی کے پانی سے سیراب ہو جاؤ۔ انسان کی تمام سعادت اسی میں ہے کہ جہاں روشنی کا پتہ لگے اس طرف دوڑے اور جہاں اس گم گشتہ دوست کا نشان پیدا ہو اس راہ کو اختیار کرے ...... انسان کی اپنی ہی باتیں اور اٹکلیں سچا گیان اس کو نہیں بخش سکتیں۔ کیا تم خدا کو بغیر خدا کی تجلّی کے پا سکتے ہو۔ کیا تم بغیر آسمانی روشنی کے اندھیرے میں دیکھ سکتے ہو.... وہ خدا ایسا خدا نہیں جو خاموش ہے اور سارا مدار ہماری اٹکلوں پر ہے۔ بلکہ کامل اور زندہ خدا وہ ہے جو اپنے وجود کا آپ پتہ دیتا رہا ہے...... زندہ خدا وہ ہے جو ہر دم آسمان اور زمین کا نور ہے۔ اس سے ہر ایک جگہ روشنی پڑتی ہے۔ آفتاب کا وہی آفتاب ہے۔ زمین کے تمام جانداروں کی وہی جان ہے۔ سچا زندہ خدا وہی ہے۔ مبارک وہ جو اس کو قبول کرے"۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی)

مشتہرین توجہ فرمائیں

جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر جولائی ۹۶ء کے آخری ہفتہ میں حسب سابق الفضل انٹرنیشنل کا خصوصی نمبر شائع ہو رہا ہے۔ جو حضرات اس میں اشتہارات دینا چاہتے ہیں وہ فوری رابطہ کریں۔ الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

(مینجر)

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۷۹)

سلیشیا، سپائی جیلیا اور سپونجیا کے خواص کا تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں یکم مئی ۱۹۹۵ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن (یکم مئی ۱۹۹۵ء) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام ملاقات میں سلیشیا، سپائی جیلیا اور سپونجیا ٹوسٹا پڑھائیں۔

سلیشیا (Slicea)

سلیشیا کا زبان پر اثر یہ ہوتا ہے کہ زبان کا کوئی حصہ اس طرح دکھتا ہے جس طرح جب گاؤٹ حرکت میں آتا ہے اور اسی طرح کی انفلیمیشن بھی ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ Deposits ہو جاتے ہیں۔

سلیشیا جب معدہ کو ڈسٹرب کرتا ہے تو اس میں جو چوٹی کی دوا ہے وہ Ignitia ہے، پھر نکس وامیکا بھی ہے۔ جی متلانا، الٹی آنا یہ علامات اس میں ہوتی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ کسی قسم کی انفیکشن اندر ہے۔ معدے کے ساتھ جب Vomiting بھی ہو یا Hiccup یا پھر جگر کے اثرات بھی ظاہر ہوتے ہیں Bile وغیرہ آتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کچھ وہاں انفلیمیشن ہے اور انفیکشن ہے۔

جب انفیکشن کے نتیجے میں کچھ بخار وغیرہ پیدا ہو جائیں تو پھر اس کی علامت پلسٹیلا سے بہت ملتی ہے۔ ہاتھ پاؤں جل رہے ہوتے ہیں سلیشیا میں اور انسان سمجھتا ہے کہ پلسٹیلا کا کیس ہے۔ شروع میں کئی مریضوں کے متعلق مجھ سے غلطی ہوتی تھی اور بے چارے ایلوپیتھی کے سپرد کرنے پڑتے تھے۔ جب مجھے اس بات کی سمجھ آ گئی تو اس کے بعد سلیشیا کام کرتی تھی۔ بظاہر پلسٹیلا کی علامات تھیں۔

قبض جب ایسی ہو کہ بچہ بہت زور لگا رہا ہے، آخر تھک کر بیٹھ جاتا ہے مگر سٹول باہر نہیں آتے ایسے مریض کے لئے دو دوائیں ہیں جو مفید ہیں۔ ایک سلیشیا اور ایک وریٹرم البم۔ وریٹرم البم کی قبض بچوں میں اس سے بھی زیادہ سخت مزاج کی ہوتی ہے۔ عام طور پر رات کو سونے سے پہلے ۳۰ کی طاقت کی ایک خوراک کھلاتا ہوں اور بار بار سارا دن دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ چند دن میں پیٹ نرم ہو جاتا ہے اور طبیعت ٹھیک ہو جاتی ہے۔

پیشاب کی نالی میں اس کے بہت سی خرابیاں ملتی ہیں۔ پیپ کا بننا، نزلاتی جھلے اور خون آنا پیشاب میں۔ یہ مختلف علامتیں ہیں جو پیشاب میں سلیشیا کی انفیکشن سے پیدا ہوتی ہیں۔

گردے کی پتھری میں سلیشیا ۶ × کھلائی جائے تو بعض دفعہ وہ ٹکڑے بن کر باہر نکل آتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ سلیشیا کا ایسی پتھری سے تعلق ہے۔ یہ پتھری بعض دفعہ ایکسرے میں بھی نہیں آتی۔

بعض دفعہ عورتوں کے رحم میں پانی کی تھیلیاں سی بن جاتی ہیں۔ لیس دار مادہ بھی نکلتا ہے۔ بعض دفعہ رحم میں اکری لیکس کی قسم کی چھوٹی چھوٹی گٹھلیاں بن جاتی ہیں۔ اس کے لئے بھی سلیشیا مفید ہے۔ رحم کے کینسر میں بھی سلیشیا مفید ہے۔

اگر کسی کو سوزاک کی تکلیف ہو اور اس کو اینٹی بائیوٹک سے دبا دیا جائے تو بسا اوقات ایسے مریضوں کو دمہ ہو جاتا ہے۔ اس دمہ کا علاج سلیشیا سے ہوتا ہے۔ سلیشیا کو دمہ میں یاد رکھنا چاہئے۔

ہر قسم کے پاؤں میں دردوں کے محرکات رگڑ لگنے سے تکلیف بڑھ جائے یہ سلیشیا میں بھی ہے اور سلفر میں بھی بہت نمایاں ہے۔۔

مرگی جس کا دورہ شروع چاند میں ہو اس میں سلیشیا بہت اہم دوا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اگر کلکیریا سلف ۱۰۰۰ طاقت میں مستقل دی جائے، ہفتہ دس دن کے وقفے سے اور روٹین کے طور پر جو دوا دینی ہے وہ دو دوائیں ہیں ایک ہے ہائیڈروفوبی نم اور ایک ہے ہائیڈروسائینک ایسڈ ۳۰ میں۔ دونوں ملا کر روٹین کے طور پر دن میں ایک دو دفعہ استعمال کرا کے دیکھیں اور اگر بچہ تیز بیمار ہو اس وقت بھی منہ میں ڈال دیا جائے تو بہت جلدی افاقہ ہوتا ہے۔ ...... اور اگر کہیں بعض کیسز میں فائدہ نہ ہو تو وہ بھی بتائیں۔ وہ کس قسم کے مریض تھے جن کو کوئی فائدہ نہیں ہوا تاکہ ہمیں اندازہ ہو جائے کہ کن علامتوں میں دینی چاہئے اور کن میں نہیں دینی چاہئے۔

سپائی جیلیا (Spigelia)

یہ اعصابی دوا ہے۔ لیکن اس کے اعصابی دوا ہونے کی جڑ روماٹزم میں ہے۔ بنیادی طور پر سپائی جیلیا رومیٹک دوا ہے۔ اور وہ دردیں جن کی بنیاد روماٹزم ہو اور نظر آئیں صرف اعصابی، ان میں بہترین ہے۔ دل کے ساتھ بھی اس کا بہت تعلق ہے۔ دل کی تیز دھڑکن میں بھی سپائی جیلیا بہت کام آتی ہے اور چہرے کے دائیں طرف خصوصاً جو شریانیں ہوتی ہیں اس کے لئے سپائی جیلیا چوٹی کی دوا ہے۔

بعض دفعہ گردن میں کوئی درد بیٹھ جاتی ہے یا جوڑوں میں۔ کندھوں کے جوڑوں میں دائیں طرف بائیں طرف جو کسی اور چیز سے نہیں ہٹتی اس میں بھی سپائی جیلیا استعمال ہوتی ہے اس میں بھی یہ شرط ہے کہ اگر گرمی سے ٹکور سے آرام آئے تو سپائی جیلیا مفید ہے۔ اس میں سردی سے تکلیف بڑھتی ہے لیکن درد کی نوعیت جلن کی ہوتی ہے۔ بہت سخت جیسے آگ لگی ہوئی ہو۔ اور اس درد کے کوندے یوں لگتا ہے جیسے شعلے دوڑ رہے ہیں یا جیسے گرم تار میں تن دیا ہوتا ہے۔ اس میں آنکھوں کی درد بھی اعصابی ہوتی ہے۔ اچانک ذرا سردی لگے تو اس سے آنکھ کی درد شروع ہو جاتی ہے۔

اس کی دردوں کی ایک خاص پہچان یہ ہے کہ یہ دوڑتی ہیں کھڑی نہیں رہتیں۔ اس کے اعصاب کو سردی لگنے کی وجہ سے دردیں پیدا ہوتی ہیں۔ کبھی اس طرف تیزی سے جائیں گی کبھی اس طرف شوٹ کر جائیں گی۔ اور سپائی جیلیا اس لئے بہت اہم ہے کہ دل کے لئے بھی بہت اچھی ہے۔ دل کی بیماریوں کے لئے اگر زیادہ سردی سے درد کی علامتیں ہوں تو اس کی بحث کی ضرورت ہی نہیں کہ دل کی تکلیف ہے یا نہیں؟ یہ دے دینی چاہئے۔

پیری کارڈائیٹس اور اینڈو کارڈائٹس میں سپائی جیلیا نے اچھا نام پیدا کیا ہے۔ دماغ سے تعلق رکھنے والی علامتیں یہ ہیں کہ کمزور یادداشت، آرام نہ ملنا، تھکان اور پریشانی اس میں بھی اٹھنے پر چکر آتے ہیں۔

سر میں Pulsating بہت ہے۔ اور اس کی Pulsating ہلکی ہیں اور Low بلڈ پریشر کی نہیں بلکہ ہائی بلڈ پریشر کی علامتیں ہوتی ہیں۔ اس میں سر اونچا کر کے پیچھے ٹکا کر آدمی لیٹا ہو تو وہ مریض کے لئے آسان ہے اور اگر سامنے جھکے تو تکلیف بڑھتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہائی بلڈ پریشر کا رجحان ہے۔ چکر ہائی میں بھی آتے ہیں اور Low میں بھی آتے ہیں۔

اس میں دردیں دائیں طرف بھی ہوتی ہیں اور بائیں طرف بھی۔ لیکن عام طور پر ہومیو پیتھ میں مشہور ہے کہ سپائی جیلیا بائیں طرف کی دوا ہے اور سینگونیریا دائیں طرف کی۔ سپائی جیلیا میں یہ بات درست نہیں ہے۔ سپائی جیلیا میں پیچھے سے جو درد اٹھے گی گدی سے وہ کبھی دائیں طرف رکے گی کبھی بائیں طرف۔ Pulsating ضرور ہوتی ہے Pulsations ہوتی ہیں اور درد کی لہریں دوڑتی ہیں۔ ماتھے پر آ کر کبھی دائیں آنکھ میں کبھی بائیں آنکھ کے اوپر رک جاتی ہے۔ اس میں درد کے ساتھ ایسا احساس ہے جیسے کسی نے پٹی کس دی ہے سر کے اوپر۔

بعض دفعہ درد کی شدت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ اس کے نتیجے میں پسینے آتے ہیں اور مریض ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ درد کی شدت کی وجہ سے متلی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ کرائسس کی علامتیں ہیں۔ ایسے مریض کو فوراً گرم کرنا چاہئے اور سنبھالنا چاہئے۔ کپڑوں میں لپیٹا جائے۔ چائے قہوہ وغیرہ پلایا جائے۔ کیونکہ یہ ایک دم ٹھنڈا ہو جائے تو مریض کو نقصان بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے سپائی جیلیا اچھی ہے۔ باوجود اس کے کہ اس کی دردوں میں گرمی پائی جاتی ہے۔ لیکن شدت کے نتیجے میں اچانک مریض ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

پلٹینا بھی بہت حساس مریضوں کی دوا ہے۔ اس میں اصل سے زیادہ درد محسوس کرتا ہے اور ہیپر سلف بہت زیادہ حساس ہے یہاں تک کہ درد کی شدت سے اگر مریض بے ہوش ہو جائے تو ہیپر سلف کی نمایاں علامت ہے۔

سپائی جیلیا میں اعصاب کے وہ دھاگے جن میں درد ہو رہی ہے صرف وہیں لکیروں کی صورت میں سرخی ابھرتی ہے۔ آنکھ نظر کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ فوکس کسی چیز کا جو ہے وہ Settle نہیں ہوتا اور بعض دفعہ وہ چیز یہاں کی جگہ ذرا سا ادھر دکھائی دے رہی ہوتی ہے۔

آنکھ کی درد میں اس کو ڈاکٹر دباؤ والی درد کہتے ہیں۔ اندر دباؤ پڑ رہا ہے بڑا سخت۔ اور حرکت سے، آنکھ کا ڈیلا ہلائیں تو درد بڑھ جاتی ہے۔ یہ علامت مخصوص سپائی جیلیا کے کیس میں ہے۔ مگر اصل پہچان یہ ہے کہ اس کی سرخی وغیرہ کوئی نہیں ہوتی۔ بعض دفعہ آنکھ کے اندر جب بہت درد ہو تو معلوم ہوتا ہے آنکھ کے اعصاب متاثر ہوئے ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ بھی غنودگی ہوتی ہے۔

بائیں طرف جو خیال آتا ہے ہومیو پیتھ کو کہ یہ بائیں طرف کی دوا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک ایسی درد ہے جو مستقل بائیں آنکھ پر بیٹھ رہتی ہے۔ وہ سردرد نہیں ہے وہ بائیں آنکھ کا نیورلجیا ہے۔ وہ اس کا خاصہ ہے۔ جو سردرد ہے اس کو اس کے ساتھ کنفیوز نہیں کرنا چاہئے۔ اکثر ہومیو پیتھ میں نے دیکھا ہے وہ سپائی جی لیا کو بائیں طرف کی سردرد بنائے بیٹھے ہیں حالانکہ اس کی سردرد گدی سے اٹھتی ہے، دونوں طرف جا سکتی ہے۔ لیکن آنکھ کے اندر اپنی درد ہے ایک جو نیورلجیا ہے۔ یہ جو بیماری ہے اس کے لئے اور بھی دوا ہے جو سپائی جیلیا سے بہتر ہے۔ بلی کے دودھ سے بنتی ہے۔ بائیں آنکھ کے نیورلجیا سے اس کا ایسا گہرا تعلق ہے کہ سپائی جیلیا سے بھی بہت بہتر ہے۔ اسے .Lac. Fel کہتے ہیں۔

سپونجیا ٹوسٹا
Spongia Tosta

یہ جو سپونج ہے یہ وہی سپونج ہے جو سمندروں میں ملتا ہے۔ ایک جانور ہے جس کا جسم سپونجی ہوتا ہے اور وہ اگر مر جاتا ہے تو سپونج تیرنے لگتے ہیں، باہر آ جاتے ہیں۔ سپنج میں خوبی یہ ہے کہ اس کو دباؤ تو سب پانی نچڑ جائے گا اور کھولو تو آپ ہی آپ کھل جائے گا۔ اس کا بہت بڑا تعلق لمبی کھانسیوں سے بھی ہے اور جلد کی تکلیف سے بھی ہے۔ دل اگر کمزور اور سپونجی سا ہو جائے اور اس میں کوئی جان اور ٹون نہ رہے مسلز میں تو اس کے نتیجے میں بعض دفعہ دمہ بھی ہو جاتا ہے اور کھانسی بھی اٹھتی ہے اور اس کو کہتے ہیں کارڈیاک کف (Cardiac Cough) اور اس میں سپونجیا چوٹی کی دوا ہے اور اس کی کھانسی کی ایک پہچان ہے کہ آواز ایسی آتی ہے جیسے آرا چل رہا ہو۔ کھس کھس کی آواز آتی ہے۔ دمے میں کئی دفعہ ایسی آوازیں آتی ہیں۔ لیکن ضروری نہیں کہ وہ سپونجیا کا ہی کیس ہو لیکن سپونجیا کی جو خاصیت ہے کہ سارے سانس میں ہر چیز میں مستقل اس کا حصہ بنتا ہے اس کے ساتھ ہی سانس نکلتی ہے۔

وہ اس کی پہچان ہے۔ وہ اگر نہ بھی پہچان ہو تو دل کی کمزوری سے جو کھانسی کا تعلق ہے اس کو آپ یاد رکھیں۔ اور ایسی کھانسیاں جو ہیں اس میں عام دوائیں اثر نہیں کرتیں۔ اس لئے سپونجیا سے ہی ٹھیک ہوتی ہیں۔ اور دمے میں بھی بہت مفید ہے۔ اس کے علاوہ دل کی کھانسی کے علاوہ دوسرے دمے میں بھی مفید ہے۔

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 01274 724331 / 488 446
FAX: 01274-730 121

جستہ جستہ

مکرم عبدالسلام خان صاحب مرحوم اپنے والد حضرت مولوی محمد الیاس خان صاحب کے متعلق اپنی کتاب "حیات الیاس" میں لکھتے ہیں:-

"ایک مولوی عرض محمد صاحب، جو مستونگ کا باشندہ تھا دیوبند سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کر کے مستونگ آیا اور آتے ہی حضرت مولوی صاحب کے خلاف زہر اگلنا شروع کیا اور لوگوں کو مولوی صاحب کے خلاف خوب بھڑکایا مگر مولوی صاحب خاموش رہے۔

موسم سرما میں جب دفاتر سبی میں منتقل ہو گئے تھے اور مولوی صاحب بھی سبی میں تھے۔ مولوی عرض محمد بھی سبی آیا ہوا تھا اور جامع مسجد میں فروکش تھا۔ ایک رات حضرت مولوی صاحب مجھے لے کر مولوی عرض محمد کے پاس جامع مسجد پہنچے اور رات کو دیر تک بحث ہوتی رہی۔ دوران گفتگو مولوی عرض محمد کبھی کبھی سخت الفاظ بھی مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق استعمال کرتا اور ہر ممکن طریقہ سے اشتعال دلانے کی کوشش کرتا، تاکہ فساد ہو جائے مگر مولوی صاحب خندہ پیشانی اور صبر سے یہ سب کچھ برداشت کرتے جاتے تھے۔ آدھی رات کے وقت جب مولوی عرض محمد سے رخصت ہونے لگے، تو مولوی عرض محمد کہنے لگا میں آپ کی دو چیزوں کی داد ضرور دونگا۔ ایک یہ کہ آپ کو قرآن پاک پر بڑا عبور حاصل ہے، جو مجھے نہیں۔ اور کمال ہے کہ آپ نے دوران گفتگو ایک بھی حدیث پیش نہیں کی ورنہ مجھے حدیث پر بڑا عبور حاصل ہے۔ دوسرے میں آپ کی تربیت کی داد دیتا ہوں۔ میں ہربار سخت گفتگو کر کے اشتعال پیدا کرنے کی کوشش کرتا تھا تاکہ اگر آپ نہیں تو آپ کا یہ لڑکا طیش میں آکر کچھ فساد کر لے اور مجھے آپ کے خلاف ایک اچھا موقعہ ہاتھ آجائے۔ مگر آفرین ہے اس بچہ پر یہ ہربار آپ کی طرف دیکھتا تھا اور خاموش تھا۔ مولوی صاحب نے فرمایا یہ سب کچھ احمدیت کی تعلیم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

حضرت مولوی صاحب فرماتے کہ ملا اور مولوی سے بحث کرتے وقت ان کو قرآن کی طرف لاؤ اور دائرہ تنگ کرو۔ ملا کو قرآن قطعاً نہیں آتا۔ اور احادیث ایک سمندر ہے جس میں بعض موضوع احادیث بھی ہیں جن کو غلط اور صحیح ثابت کرنا اس وقت مشکل ہوتا ہے اور ویسے بھی قرآن مومن بہ ہے جس سے ملا کو انکار نہیں ......۔

اسی طرح مولوی عرض محمد سے ایک دفعہ کسی جگہ ملاقات ہوئی تو آپ نے اس سے فرمایا: اب تم نے میری مخالفت کیوں چھوڑ دی ہے؟ خدا کے لئے پھر اسی زور شور سے مخالفت شروع کرو۔ کیونکہ جن دنوں تمہاری مخالفت عروج پر تھی، تو میرے مولا کے پیار اور محبت کا سلوک بھی میرے ساتھ عروج پر تھا۔ میرا خدا مجھ سے ہم کلام ہوتا تھا اور بہت پیار اور محبت کی باتیں ہوتی تھیں۔ اس لئے تم پھر زور شور سے مخالفت کرو۔ کیونکہ تمہاری مخالفت میری تبلیغ کا ذریعہ بن گئی تھی۔ لوگ آکر مجھ سے پوچھتے تھے کہ آپ کا عقیدہ کیا ہے اور مولوی عرض محمد آپ کو کیوں کافر کہتا ہے؟ تم نے مجھے خوب شہرت دی ہے۔ میں کافی رقم خرچ کر کے بھی لوگوں کو اتنی کثرت سے اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتا تھا۔ یہ تو تمہارا مجھ پر بڑا احسان تھا۔

چارسدہ میں ایک دن حضرت مولوی صاحب اور خان محمد اکرم خان کا ایک مولوی صاحب سے مباحثہ تھا۔ دوران گفتگو ملا بہت بدزبانی کرتا اور حضرت مولوی صاحب خندہ پیشانی سے برداشت کرتے جاتے۔ مگر محمد اکرم خان سے برداشت نہ ہو سکا اور ملا کو برا بھلا کہا اور مارنے پر تیار ہوئے۔ ملا صاحب کے رخصت ہو جانے کے بعد حضرت مولوی صاحب خان محمد اکرم خان کو نصیحت کرنے لگے کہ تبلیغ اور مذہبی گفتگو کے دوران مخالف کی سختیوں کا بالکل نوٹس نہیں لینا چاہئے۔ وہ لوگ تو یرقان کے بیمار ہیں، ان کو تو ہر چیز زرد نظر آتی ہے ان پر غصہ کھانے کی بجائے ان کے یرقان کا علاج کرنا چاہئے۔ خان محمد اکرم خان اور حضرت مولوی صاحب ہم عمر تھے اور آپس میں بہت بے تکلف تھے اور ایک ہی گاؤں کے رہنے والے تھے۔ خان صاحب مجھے کہنے لگے۔ تمہارے والد عجیب آدمی ہیں۔ مجھے بھی اپنی طرح پرانا احمدی سمجھتے ہیں جس کا زہر مارا گیا ہے۔ میں تو ابھی نیا نیا احمدی ہوں، میں تو آہستہ آہستہ ان اخلاق فاضلہ کا حامل بنوں گا۔

پھر مجھے ایک قصہ سنایا کہ ایک دفعہ ایک پوپ مر گیا۔ کارڈینلز میں سے ایک کارڈینل پوپ بنا۔ پوپ جب اپنے تخت پر بیٹھا تو سب کارڈینلز باری باری اس کے سامنے گزرتے اور کورنش بجا لاتے۔ بعض کارڈینل پوپ کے ذاتی دوست تھے۔ وہ ان کے لئے کھڑا ہو جاتا اور ہاتھ ملاتا تو سیکرٹری صاحب ان کو بتلاتے یور ہولی نس آپ کا اس طرح سے کارڈینل کے لئے کھڑا ہونا پوپ شپ کے آداب اور روایات کے خلاف ہے۔ دو تین دفعہ جب سیکرٹری نے پوپ کی توجہ اس طرف مبذول کرائی تو پوپ جھنجھلا اٹھا اور کہا کہ مجھے ابھی پوپ بنے ہوئے اتنا عرصہ نہیں گزرا کہ میں ان سب اخلاق فاضلہ کو بھول جاؤں۔ اس کے لئے ایک عرصہ کی ضرورت ہے ۔ اسی طرح فرمایا مجھے بھی ان کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے ایک وقت کی ضرورت ہے۔ تمہارا والد تو ان امتحانات کو پاس کر چکا ہے اور کہتا ہے کہ ہر ایک محمد الیاس ہے"۔

(حیات الیاس صہ ۱۱۴ تا ۱۱۸)

اپنی کام کی صلاحیت کو ترقی دیجئے

ایک خاتون اپنے دفتر میں ایک رپورٹ تیار کرنے میں اتنی مگن تھیں کہ جب ان کے ایک ساتھی نے ان سے کوئی بات کی تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئیں کہ رات پڑ چکی ہے اور انہوں نے ابھی دوپہر کا کھانا بھی نہیں کھایا۔ کام میں اس طرح مگن ہونے کی اس دماغی کیفیت کو ZONING کہتے ہیں اور اس کیفیت میں بہترین نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

نفسیات دان کہتے ہیں کہ انسان یہ کیفیت درج ذیل راستوں سے اپنے اوپر طاری کر کے عمدہ کام کر سکتا ہے۔

مشق کریں

جب کوئی نیا کام شروع کیا جائے تو دماغ میں خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے اور اس کی الیکٹرک سرگرمی میں تیزی آ جاتی ہے۔ بار بار اسی کام کو کیا جائے تو آہستہ آہستہ عادی ہو کر دماغ میں یہ ہیجانی کیفیت ختم ہو جاتی ہے اور اس پر بوجھ کم ہو کر کام زیادہ سہولت سے ہوتا ہے اور توجہ بڑھ جاتی ہے۔

کسی کام میں اس طرح مگن ہو جانا کہ باہر کے شور وغیرہ کا احساس ختم ہو جائے مشق سے حاصل کیا جاسکتا ہے مثلاً کسی خاص چیز پر اس طرح غور کریں کہ آپ اردگرد کے ماحول سے بے نیاز ہو جائیں۔ ایک موسیقی کا شوقین دوران موسیقی کسی خاص ساز کی آواز کو سننے کی کوشش کرے تو وہ باقی موسیقی سے بےگانہ ہو جائے گا۔ اس طرح مشق کرنے سے انسان اس کیفیت کو حاصل کر سکتا ہے۔

کام رسم کے طور پر کریں

ایک سرجن اپریشن تھیٹر میں جانے سے قبل ایک خاص وقت پر اٹھتا، ایک ہی راستہ سے ہسپتال جاتا، وہاں گاڑی ایک خاص جگہ پر کھڑی کر کے اپریشن تھیٹر میں اپنا لباس ایک خاص ترتیب سے بدلتا، پہلے دایاں ہاتھ دھوتا اور مریض کے پاس ایک خاص جگہ پر کھڑا ہوتا تھا۔

یہ وہم نہیں بلکہ اگر آپ اپنے کام کو باقاعدہ رسمی تقریب کی شکل دے دیں تو دماغ آنے والے کام کو زیادہ بہتر طور پر کر سکتا ہے۔ اس میں اگر کسی کام میں آپ بوریت محسوس کرتے ہوں جیسے بینک سٹیٹمنٹ پر کرنی ہو تو اگر اس کے لئے ڈیسک صاف کر کے کیلکولیٹر ایک طرف رکھیں اور پنسلیں دوسری طرف اور باقاعدہ کام شروع کر دیں تو کام میں بوریت کم ہو جائے گی۔

چیلنج تلاش کریں

چھوٹے سے چھوٹے کام میں بھی اگر آپ دلچسپی محسوس نہیں کرتے تو اس میں چیلنج تلاش کریں۔ اس طرح آپ کی صلاحیتیں پورے طور پر بیدار ہو جائیں گی اور کام میں سہولت پیدا ہوگی۔ چھوٹے چھوٹے کاموں میں چیلنج مثلاً اپنے آپ کو ایک خاص وقت میں کام ختم کر دینے کا چیلنج دے کر تلاش کیا جاسکتا ہے۔

خود کلامی

کام کے دوران توجہ پوری طرح مرکوز رکھنے کے لئے خود کلامی ایک اچھی چیز ہے۔ آپ اگر خود سے بولتے رہیں تو دماغ اسی کام پر مرکوز رہتا ہے اور زیادہ سہولت سے اور عمدہ طور پر ہوتا ہے۔

مستقبل سے بے فکری

کام کرتے وقت اس کے نتائج سے بےپرواہ ہو جائیں اور اس بارہ میں کوئی وسوسہ نہ آنے دیں۔ اس طرح کام بہتر ہوتا ہے اگر صرف اسی کام پر توجہ دی جائے جو اس وقت کیا جارہا ہو۔

آرام

کام کے دوران تھوڑی دیر کے لئے خود کو آرام دینے سے بعض دفعہ کام جلدی اور بہتر ہوتا ہے۔ اس لئے کبھی کبھار آرام سے کام روک کر پرسکون ہو جائیں اور پھر دوبارہ کام شروع کریں۔ ایک خاص کام جب ختم کرلیں تو فوراً ہی دوسرا کام شروع نہ کریں بلکہ تھوڑا سا آرام کرلیں۔

(ماخوذ از ریڈرز ڈائجسٹ ایشین ایڈیشن دسمبر ۹۵ء۔ مرسلہ خلافت لائبریری ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

"ایک ایسا انسان جو عقل و تدبیر سے کام نہیں لیتا وہ ان شیرخوار بچوں کی طرح ہے جن کے دل و دماغ پر ہنوز قوت عقلیہ کا سایہ نہیں پڑا یا ان دیوانوں کی طرح جو عقل و دانش کو کھو بیٹھتے ہیں"۔

تقویٰ ایک تریاق ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہماری جماعت کو چاہئے کہ تقویٰ کی راہوں پر قدم ماریں اور اپنے دشمن کی ہلاکت سے بے جاخوش نہ ہوں۔ تورات میں لکھا ہے بنی اسرائیل کے دشمنوں کے بارے میں، کہ میں نے ان کو اس لئے ہلاک کیا کہ وہ بد ہیں نہ اس لئے کہ تم نیک ہو۔ پس نیک بننے کی کوشش کرو۔ میرا ایک شعر ہے ؎

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

ہمارے مخالف جو ہیں وہ بھی متقی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر ہر چیز اپنی تاثیرات سے پہچانی جاتی ہے۔ نرا زبانی دعویٰ ٹھیک نہیں۔ اگر یہ لوگ متقی ہیں تو پھر متقی ہونے کے جو نتائج ہیں وہ ان میں کیوں نہیں؟ نہ مکالمہ الٰہی سے مشرف ہیں نہ عذاب سے حفاظت کا وعدہ ہے۔ تقویٰ ایک تریاق ہے جو اسے استعمال کرتا ہے وہ تمام زہروں سے نجات پاتا ہے۔ مگر تقویٰ کامل ہونا چاہئے۔ تقویٰ کی کسی شاخ پر عمل پیرا ہونا ایسا ہے جیسے کسی کو بھوک لگی ہو اور وہ ایک دانہ کھالے۔ ظاہر ہے کہ اس کا کھانا اور نہ کھانا برابر ہے۔ ایسا ہی پانی کی پیاس ایک قطرہ سے نہیں بجھ سکتی۔ یہی حال تقویٰ کا ہے۔ کسی ایک شاخ پر عمل موجب ناز نہیں ہو سکتا۔ پس تقویٰ وہی ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ان اللہ مع الذین اتقوا" (النحل: ۱۲۹) خدا تعالیٰ کی معیت بتا دیتی ہے کہ یہ متقی ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم [طبع جدید] صہ ۲۰۱، ۲۰۲)

روانڈا کے انسانیت سوز مظالم اور عیسائی راہبات

(ہدایت زمانی - لندن)

جنوبی بلجیم میں دو دریاؤں کے درمیان، دلکش قدرتی مناظر سے گھرے ہوئے، آبادی سے دور Maredsous کے علاقہ میں کیتھولک عیسائیوں کا ایک پرانا معبد Benedictine Abbey ہے جہاں عیسائی راہبات اپنے مذہب کی قدیم روایات برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ اس عظیم تاریخی معبد کی دیواریں پتھروں سے بنی ہوئی ہیں۔ ان مضبوط بلند دیواروں کے پیچھے راہبات کے رہائشی حصہ میں روانڈا سے آنے والی دو راہبات Gertrude Mukangango اور Julien Kizito بھی رہائش پذیر ہیں۔ جنہیں فرانسیسی فوجوں نے ۱۹۹۴ء کے موسم گرما میں ۲۰ دیگر راہبات کے ساتھ روانڈا کی Sovu خانقاہ سے اس وقت نکالا تھا جب وہ ہر طرف سے خطرے میں گھری ہوئی تھیں اور Tutsi قبیلہ کے گوریلے انتقام لینے کی خاطر Hutu قبیلہ کے لوگوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کر رہے تھے۔ خاص طور پر ان لوگوں کو جن کے ہاتھ ان کے قبیلہ کے لوگوں کے خون سے رنگے ہوئے تھے۔ Sovu سے نکل کر یہ راہبات بچتی بچاتی زائر اور فرانس سے ہوتی ہوئی بلجیم جا پہنچیں مگر ان میں سے آٹھ راستہ میں فوجی چوکیوں پر پکڑی گئیں۔

روانڈا کے فسادات دراصل دو قبیلوں کے درمیان تھے۔ کثیرالتعداد قبیلہ کا نام ہوٹو (Hutu) تھا اور عددی اقلیت والا ٹٹسی (Tutsi) کہلاتا تھا۔ دونوں کے درمیان ایک عرصہ سے نفرت کا لاوا پک رہا تھا۔ نفرت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ جب روانڈا پر بلجیم کا تسلط تھا اس وقت حکومت کی طرف سے اقلیتی قبیلہ ٹٹسی کو ہوٹو قبیلہ کے لوگوں کے بالمقابل زیادہ مراعات حاصل تھیں۔

۱۹۶۲ء میں ملک آزاد ہو گیا تو اکثریتی قبیلہ نے اقلیت سے انتقام لینے کا منصوبہ بنایا۔ چنانچہ ۱۹۷۳ء اور ۱۹۹۰ء میں بڑے پیمانے پر فسادات ہوئے جن میں کافی نقصان ہوا۔ خاص طور پر اقلیتی قبیلہ ٹٹسی کے ایسے لوگ جو اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے ان کو نشانہ بنایا گیا۔ دراصل ٹٹسی قبیلہ کو صفحہ ہستی سے معدوم کرنے کے منصوبے پر عمل ۱۹۹۰ء سے ہی شروع ہو گیا تھا۔

انسانی حقوق کے محققین نے جب روانڈا کے متاثرہ دیہات کا دورہ کیا تو معلوم ہوا کہ (Hutu) قبیلہ کی عورتوں نے مردوں کے ساتھ برابری کرتے ہوئے (Tutsi) قبیلہ کے ہزاروں مردوں، عورتوں اور بچوں کا بے دریغ قتل کیا۔ انہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ (Hutu) قبیلہ کی پڑھی لکھی عورتیں خواہ وہ سیاست دان تھیں یا دیگر پیشہ ور یعنی ڈاکٹر، نرسیں، قانون دان، اخبار نویس، اساتذہ وغیرہ، تمام کی تمام بھوکے بھیڑیوں کی طرح (Tutsi) قبائل کے لوگوں پر جھپٹیں اور انہیں قتل کر دیا۔ ان کے ساتھ نوجوان لڑکیاں، بوڑھی عورتیں، کسان عورتیں نیز شہر میں رہنے والی گھریلو عورتیں تک ظلم میں شامل ہوتی گئیں۔

ایک ڈچ ریلیف ورکر کے بیان کے مطابق وہ ایسے کلینک میں کام کر رہی تھی جہاں زخمیوں کے ہجوم کی وجہ سے تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ زیادہ تر زخمی (Tutsi) قبیلہ کے تھے۔ ایک دن اچانک (Hutu) قبیلہ کی عورتوں نے جو ڈنڈوں سے مسلح تھیں ہسپتال پر ہلہ بول دیا اور چشم زدن میں لاشوں کے انبار لگ گئے۔ ہسپتال کے ملازمین بس دیکھتے ہی رہ گئے۔ اس نے بتایا کہ اگر وہ یہ سب کچھ اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتا نہ دیکھتی تو ہرگز اس بات پر یقین نہ کرتی۔

ظلم کی شدت اوائل اپریل سے اوائل جولائی تک رہی یعنی صرف ۱۰۰ دنوں میں نصف ملین لوگوں کو صفحہ ہستی سے نابود کر دیا گیا۔

فسادات کی ابتداء روانڈا کے صدر Habyarimana جو (Hutu) قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا کی موت سے شروع ہوئی جس کے ہوائی جہاز کو روانڈا کے دارالحکومت کیگالی کے علاقہ میں گرا کر ہلاک کیا گیا تھا۔ اور اس کا الزام ملک کی اقلیت (Tutsi) قبیلہ کو دیا گیا تھا۔ اس طرح ملک بھر میں اقلیتی قبیلہ کے خلاف انتقام کی لہر دوڑ گئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عورتوں اور گھریلو امور کی وزیر Pauline Nyiramasuhuko نے ایک جتھہ بنایا اور اپنے ہی علاقہ کے ایک لاکھ سے زائد افراد کو تہہ تیغ کر ڈالا۔ عینی شاہدوں نے بتایا کہ وہ ملٹری یونیفارم پہن کر علاقہ میں گھومتی اور اپنے قبیلہ کے لوگوں میں اسلحہ تقسیم کرتی اور انہیں مخالف قبیلہ کے لوگوں کے قتل پر ابھارتی۔

روانڈا میں قتل عام اس وقت بند ہوا جب (Tutsi) قبیلہ کی لبریشن فورس جو آر۔ پی۔ ایف۔ (R.P.F.) کہلاتی ہے برسراقتدار آ گئی اور جولائی ۱۹۹۴ء میں حکومت کی فوج کو دھکیلتی ہوئی کیگالی میں پہنچ گئی۔ اس صورت حال کو دیکھ کر اکثر ظالم لیڈر ہمسایہ ممالک زائر اور تنزانیہ وغیرہ بھاگ گئے۔

انسانی حقوق کی پامالی کا جائزہ لینے والی ایک خاتون رقیہ عمر نے بتایا کہ دنیا میں کسی جگہ بھی عورتوں نے دیگر عورتوں اور بچوں پر اتنے مظالم نہیں کئے جتنے کہ روانڈا میں ہوئے ہیں اور سب سے افسوسناک امر یہ ہے کہ ایسے اداروں میں جو دنیا کو نیکی اور ہمدردی کا سبق دیتے نہیں تھکتے جو انسانی اقدار کی حفاظت کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں انہوں نے بھی قتل عام میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ اساتذہ نے اپنے ہی طلبہ کو بھون ڈالا۔ ڈاکٹروں نے اپنے ساتھی ڈاکٹروں کو مشتعل ہجوم کے سپرد کر کے ان کے مرنے کا تماشا دیکھا اور خود اپنے ہاتھوں سے مخالف قبیلہ کے مریضوں کو ختم کر ڈالا مگر ان میں سب سے زیادہ قابل نفرت جرم وہ ہے جو پادریوں، راہبوں اور راہبات نے کیا۔ اگرچہ ان کی اکثریت نے معصوم لوگوں کو ظلم کا نشانہ بننے سے بچایا اور بعض دفعہ انہوں نے مظلوموں کو بچاتے بچاتے اپنی جانیں بھی دے دیں تاہم ان میں ایسے بھی تھے جن کے ہاتھ معصوم لوگوں کے خون سے بھرے ہوئے ہیں۔ انہوں نے چرچوں میں پناہ لینے والوں کو ظالموں کے حوالے کر دیا تاکہ وہ ان کو ہلاک کر دیں۔ نہ صرف یہ بلکہ خود اپنے ہاتھوں ہزاروں ایسے افراد کو ہلاک کیا جو عیسائی معبدوں میں پناہ لئے ہوئے تھے۔ ایسی ہی دو راہبات Sovu کی خانقاہ میں متعین تھیں، سسٹر Gertrude اور سسٹر Julien دونوں (Hutu) قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ دونوں بھیڑوں کے لباس میں بھیڑیا تھیں، ہزاروں افراد کو انہوں نے قتل کیا ہے۔

افریقن حقوق کی انجمن جو روانڈا میں انسانیت سوز مظالم کی تحقیق پر مامور تھی اور ایک لمبے عرصہ تک کی عرق ریز تحقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی کہ یہ دونوں راہبات قاتلوں کی فہرست میں شامل ہیں۔ اس انجمن کی ایک رپورٹ 'Not so Innocent : When women Became Killers' حال ہی میں شائع ہوئی ہے جس میں عینی شاہدوں نے ظلم کی وہ داستانیں بیان کی ہیں جن سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ رپورٹ بتاتی ہے کہ جس وقت علاقہ میں Tutsi قبیلہ کے خلاف قتل و غارت شروع ہوا اس وقت Sovu کی اس خانقاہ میں زیادہ تر راہبات ہوٹو قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں مگر چند ایک (Tutsi) قبیلہ کی بھی تھیں۔ ہزاروں افراد نے جان بچانے کے لئے خانقاہ کا رخ اختیار کیا۔ گو دروازے مقفل تھے تب بھی کسی نہ کسی طرح لوگ اندر داخل ہو گئے۔ اس وقت خانقاہ کی انچارج راہبہ Gertrude تھی کیونکہ یورپین راہبات کو ۱۵ اپریل کو وہاں سے نکال کر محفوظ مقامات تک پہنچا دیا گیا تھا۔ Gertrude نے پہلے تو ٹٹسی راہباؤں کو کوسا اور کہا کہ انہوں نے اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں کو چرچ میں پناہ دی ہے پھر ایک صبح اس نے اعلان کر دیا کہ تمام پناہ گزینوں کو چرچ سے نکال دینا چاہئے۔ چنانچہ عینی شاہدوں نے بتایا کہ ۲۰ اپریل کو وہ اپنی منی بس میں سوار ہو کر گئی اور فوجیوں کو ساتھ لے کر آئی اور پھر چھ ہفتوں تک پلان کے مطابق پناہ گزینوں کا قتل جاری رہا۔

ایک بیس سالہ عورت Adelice نے جو Tutsi قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی اور کسی نہ کسی طرح بچ گئی اپنے بیان میں کہا کہ Gertrude نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ Tutsi ایک دھتکاری ہوئی مخلوق ہے اور ان کو صفحہ ہستی سے معدوم کرنا ہی بہتر ہے۔ Hutu قبیلہ کی ایک عورت Veneranda جو اپنے گاؤں سے بھاگ کر یہاں پناہ لینے پر مجبور ہوئی تھی بیان کرتی ہے کہ راہبہ Gertrude نے اسے اور تمام ان لوگوں کو جو خانقاہ چھوڑنے پر تیار نہ تھے دھمکیاں دیں اور پھر ایک صبح اس نے دیکھا کہ نہتے پناہ گزینوں پر حملہ کیا گیا اور اس کے Tutsi خاوند اور پانچ بچوں کو اس کی آنکھوں کے سامنے ایک ایک کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ اس کو صرف اس لئے زندہ رہنے دیا گیا کیونکہ وہ Hutu قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی۔ صدمے کی شدت سے وہ پاگل ہو گئی اور وہاں سے بھاگ گئی۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ظالم نے ننھے منے بچوں کو بھی نہ بخشا۔ ایک عینی گواہ نے بتایا کہ بچے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے اور کہتے تم خدا والی ہو ہم پر رحم کرو مگر وہ ان کے ہاتھ جھٹک دیتی اور ان کو فوجیوں کی طرف لڑھکا دیتی اور کہتی جاؤ اپنے ماں باپ کے پیچھے پیچھے تم بھی جاؤ۔

سسٹر جولین کے خلاف الزامات اس سے بھی زیادہ بھیانک ہیں۔ اس کو لوگ "جانور" کے نام سے پکارتے تھے۔ وہ چھوٹے قد کی عورت تھی مگر ہزاروں افراد کی قاتل تھی۔ وہ بھی اپنے ساتھ قاتلوں کا جتھہ رکھتی تھی۔ ایک عینی شاہد نے بتایا کہ ایک دن اس نے خانقاہ کے ایک ملازم Gerad Kabirigi کو ظلم کا نشانہ اس طرح بنایا کہ اس نے قاتلوں کو پٹرول مہیا کیا تاکہ اس پر چھڑک کر اسے آگ لگا سکیں چنانچہ جب اس کے کپڑوں کو آگ لگائی گئی تو اس نے وہیں تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ Veneranda نے یہ بھی بتایا کہ سسٹر جولین نے پٹرول کے ڈبے ظالموں کو دئے تاکہ پناہ گزینوں کو ختم کیا جا سکے۔ پناہ گزین جو Tutsi قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے ڈر کر ایک بلڈنگ میں گھس گئے اور دروازے مقفل کر دئے مگر ان ظالموں نے پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی اور اس طرح تمام مکین اندر ہی جل کر مر گئے، صرف ایک عورت Seraphin کسی طرح بچ نکلی تو اسے بھی ڈنڈے مار مار کر بیہوش کر دیا اور مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے۔

اب یہ دونوں راہبات بلجیم میں پناہ لئے ہوئے ہیں مگر چونکہ ان کے ظلم اب لوگوں کی زبانوں پر ہیں اس لئے بلجیم کی پولیس عوامی دباؤ کے تحت تفتیش کر رہی ہے۔ افریقہ کی بنیادی حقوق کے اداروں کی رپورٹ کے بارے میں جب بلجیم میں Benedictine Abbey کی منتظمہ سے پوچھا گیا تو اس نے کہا "ہمیں یقین ہے کہ یہ تمام الزامات جھوٹے ہیں اس لئے ہمارا ردعمل صرف خاموشی ہے"۔ Sovu میں متعین ان راہبات کے علاوہ ملک میں سینٹ فرانسس (St. Francis) کے فرقہ سے تعلق رکھنے والی کئی راہبائیں بھی Tutsi قبیلہ کے لوگوں کو قتل کرنے کی ذمہ دار نکلیں ان کے خلاف کئی الزامات کے علاوہ یہ الزام بھی ہے کہ انہوں نے ٹٹسی قبیلہ کے لوگوں کو پناہ دینے کی بجائے انہیں ظالموں کے حوالے کر دیا جنہوں نے ان سب کا صفایا کر دیا۔ اس فرقہ کی دو راہبات Bernadelte Mukarusine اور Benedicte Mukanyangezi جن پر سنگین الزامات ہیں اس وقت کیگالی جیل میں ہیں اور دو دیگر راہبات جو اس سلسلہ میں مطلوب ہیں۔

پچھلے سال مئی میں جب انگلستان کے آرچ بشپ ڈاکٹر جارج کیری (Kary) نے روانڈا کا دورہ کیا تو مظاہرین نے پلے کارڈ جن پر دہشت گردوں کے نام لکھے ہوئے تھے ہوا میں بلند کر کے ان کا استقبال کیا۔ ڈاکٹر کیری نے اپنے بیان میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ چرچ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ادھر روانڈا کی نئی حکومت نے اینگلیکن اور کیتھولک چرچ کے لیڈروں کو متنبہ کر دیا ہے کہ وہ کسی قیمت پر چرچ کے عہدیداروں، پادریوں، راہبوں اور راہبات کو جن کے خلاف قتل عام جیسے سنگین الزامات ہیں سزا دئے بغیر نہیں چھوڑیں گے۔

ایک اندازے کے مطابق ملک کی جیل میں تقریباً ایک ہزار عورتیں قتل عام کے جرم میں گرفتار ہیں مگر بہت سارے ایسے ظالم دیگر پناہ گزینوں کے ساتھ مل کر ملک چھوڑ چکے ہیں۔ جن کو وہاں سے پکڑ کر قانون کے حوالے کرنا بظاہر ناممکن نظر آتا ہے۔

(سنڈے ٹائمز، جنوری ۱۹۹۶ء سے ماخوذ)

خریداران الفضل سے گزارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟

اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرما کر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

حضرت مولوی غلام حسین صاحب ایاز تحریک جدید کے تحت بھجوائے جانے والے پہلے وفد میں شامل تھے۔ آپکو سنگاپور بھیجا گیا تھا جہاں آپکو ایسی شدید مخالفت کا سامنا ہوا اور پولیس میں بھی اتنی شکایات پہنچائی گئیں کہ ملک کی بلیک لسٹ میں آپکا نام سرفہرست آگیا۔ لیکن جاپانیوں کے قبضہ کے بعد حالات برعکس ہوگئے اور ظالم نابود ہوگئے۔

آپ کا مختصر ذکر خیر "الفضل" ربوہ ۲۱ اپریل میں محترم محمد نصیب صاحب عارف کے قلم سے شامل اشاعت ہے جو جنگ عظیم دوم کے دوران انڈین فوج میں شامل ہوکر سنگاپور گئے تھے اور وہاں جاپانیوں کے ہاتھوں قید میں بھی رہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک روز احمدیہ مشن کے سامنے ایک جاپانی افسر موٹرسائیکل پر سے گر گیا تو حضرت مولوی صاحب نے اسکو طبی امداد پہنچائی اور اسکی یونٹ میں اطلاع کروائی۔ جس پر وہ خوش ہوکر انہیں راہداری کا پاس دے گیا جس سے آپ جزیروں میں آجا سکتے تھے۔ چنانچہ آپ نے تجارت کے لئے دو کشتیاں تیار کروائیں جس سے آپ کو منافع بھی ہوا اور تبلیغ کے لئے نئی راہیں بھی نکل آئیں۔ مضمون نگار جب جاپانیوں کے ہاتھوں قید ہوئے تو حضرت مولوی صاحب انکے اور انکے ساتھیوں کے لئے پارچات بھی لے کر جاتے۔ حضرت مولوی صاحب کی بعض رؤیا کا ذکر کرنے کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ کسی غیر از جماعت افسر نے مولوی صاحب کی غریبانہ حالت میں تبلیغ کے فرائض انجام دینے سے متاثر ہوکر مرکز سلسلہ میں اطلاع دی تو مرکز کی طرف سے الفضل میں اعلان شائع ہوا کہ سنگاپور جانے والے دوست مرکز کو اطلاع دے کر جائیں تا مولوی صاحب کے حالات سے باخبر رہ کر انکو ممکن امداد پہنچائی جاسکے۔ رہائی کے بعد جب یہ واپس آنے لگے تو مولوی صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں سلام بھیجا اور احمدیت کی ترقی کے لئے درخواست دعا کی۔ مضمون نگار واپس آکر مولوی صاحب کے گھر بھی گئے اور انکی وہ بچی جسے وہ دو تین ماہ کی عمر میں چھوڑ گئے تھے تب تیرہ سال کی ہوچکی تھی۔

حضرت مولوی صاحب کے بھائی محترم مولوی غلام احمد فرخ صاحب کا مضمون روزنامہ "الفضل" ۲۷ اپریل کی اشاعت میں شامل ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ محترم ایاز صاحب کی ولادت ۱۹۰۳ء میں ہوئی۔ انکے والد محترم کو ۱۸۹۱ء میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ ایاز صاحب پرائمری کے بعد مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل ہوئے اور پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کی ڈگری حاصل کرکے زندگی وقف کردی۔ ۱۹۳۵ء میں آپ کو سنگاپور بھیجا گیا جہاں سے ۵۰ء میں واپسی ہوئی۔ شدید مخالفت کے باعث وہاں بارہا آپ پر قاتلانہ حملے ہوئے اور شدید زخمی بھی کیا گیا۔ جب واپس تشریف لائے تو آپ نے پسند نہ کیا کہ دوست سٹیشن پر تشریف لاکر آپکی خاطر تکلیف برداشت کریں چنانچہ اچانک ربوہ پہنچے اور سیدھے جمعہ کی ادائیگی کے لئے مسجد میں پہنچے۔

— ★ ★ ★ —

حضرت مولوی عبدالمغنی صاحب کا ذکرخیر محترم بریگیڈیئر وقیع الزمان صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ۲۷ اپریل میں ایک سابقہ اشاعت سے منقول ہے۔ حضرت مولوی صاحب کی غیرمعمولی روحانی استعداد کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ "جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے تو دو روحانی وجود جو اور کسی کو نظر نہیں آتے تھے ہر دم میرے ساتھ رہتے اور ان کی حفاظت اور راہنمائی کو ہر دم میں محسوس کرتا۔ جہاں میں جاتا وہ میرے ساتھ جاتے سوائے چند خاص مکانوں کے جو ہمارے بعض رشتہ داروں کے تھے۔ جب میں وہاں جاتا تو وہ باہر ہی ٹھہر جاتے اور دیوار پر سے سر اٹھا اٹھا کر مجھے جلد واپس آنے کو کہتے۔ اس وقت تو مجھے ان کی بات سمجھ میں نہیں آئی تھی کیونکہ میں بہت چھوٹا تھا۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ ان مکانوں کے مکین اپنی شوخیوں میں اس قدر بڑھ چکے تھے کہ نیکی کی تحریک کرنے والے فرشتوں نے ان کے گھروں میں داخل ہونا چھوڑ دیا تھا"۔

— ★ ★ ★ —

حضرت مولوی حسن علی صاحبؓ بھاگلپور صوبہ بہار کے رہنے والے تھے اور پٹنہ ہائی سکول میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ عابد و زاہد، بڑے فصیح البیان واعظ اور اعلیٰ درجہ کے اوصاف سے متصف تھے۔ لوگ آپ کو صدی کا مجدد بھی خیال کرنے لگے۔ ملازمت ترک کرکے دین کے لئے وقف ہوگئے اور شہر بہ شہر لیکچر دینے لگے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا نام پہلی مرتبہ ۱۸۷۷ء میں امرتسر میں سنا اور قادیان آکر ملاقات کی اور پھر واپس آکر خدمت دین میں مشغول ہوگئے۔ ۱۸۹۳ء میں انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ میں حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کی پرمعارف تقریر سننے کا موقعہ ملا تو آپ نے فرمایا "مجھ کو فخر ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے اتنے بڑے عالم اور مفسر کو دیکھا"۔

۲ جنوری ۱۸۹۴ء کو حضرت سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراسی کے اصرار پر انکے ہمراہ قادیان گئے اور حضورؑ کی زیارت کرتے ہی دل سے ایمان لے آئے لیکن ابھی بیعت نہ کی۔ تیرہ روز قادیان میں رہ کر چند کتب کا مطالعہ کیا اور ان ایام کو اپنی زندگی کے بہترین ایام قرار دیا۔ قبول حق میں سب سے بڑی روک عوام میں آپکی قدر و منزلت تھی جو لازماً تکفیر اور ملامت میں بدل جاتی۔ اس لئے کچھ عرصہ شدید کشمکش کی حالت میں دعاؤں میں مصروف رہے۔ آخر ۱۱ جنوری ۱۸۹۴ء کو بیعت کی سعادت حاصل کی۔ جب واپس جاکر اپنے احمدی ہونے کا اعلان کیا تو پھر آپ کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا گیا جو صداقت کے عاشقوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ آپکے قبول احمدیت کے بارے میں ایک مختصر تحریر محترم نصراللہ خان ناصر صاحب کے قلم سے ماہنامہ "انصاراللہ" اپریل ۹۶ء کی زینت ہے۔

— ★ ★ ★ —

مکتوب آسٹریلیا

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

آپ کا ٹی وی ویڈیو فون کا کام بھی کرے گا

ویڈیو فون میں آپ بات چیت کے علاوہ تصویر بھی دیکھتے ہیں۔ حال ہی میں امریکہ کی ایک کمپنی (MCI Corporation) نے ایک ایسے آلہ کی نقاب کشائی کی ہے جو آپ کے ٹی وی پر پڑا ہوگا اور اس میں ایک چھوٹا سا کیمرہ نصب ہوگا اور آپ کے ٹی وی اور فون دونوں کے ساتھ منسلک ہوگا۔ جب آپ کے فون کی گھنٹی بجے گی آپ ٹی وی بند کر کے فون اٹھالیں اگر دوسری طرف بھی ایسا ہی آلہ نصب ہے تو آپ دوسری طرف بولنے والے کی جہاں آواز سنیں گے وہاں اس کی تصویر بھی ٹی وی پر دیکھ سکیں گے۔ اگر آپ خود ٹی وی کے سامنے اس وقت تک نہیں آنا چاہتے تو کیمرہ کے لینز (Lense) پر پردہ ڈال دیں۔ اس آلہ کی قیمت ۱۳۰۰ ڈالر ہوگی اور فون کا خرچ اتنا ہی ہوگا جتنا آج کل بغیر تصویر کے ہوتا ہے۔ آپ بات چیت کو وی سی آر پر ریکارڈ بھی کر سکیں گے اور منہ ہلائے بغیر بھی ہزاروں میل دور بیٹھے ہوئے کو پیغام دے سکیں گے۔ خیال ہے کہ اس سال (۱۹۹۶ء) میں جون تک یہ آلہ برائے فروخت بازار میں آجائے گا۔

رابطے اتنی تیزی سے ترقی کر رہے ہیں کہ فاصلوں کے پرانے تصور مٹتے چلے جارہے ہیں۔ جب سے فون عام ہوئے ہیں لوگوں نے خط لکھنے بند کر دئے ہیں یا کم کر دئے ہیں۔ اب ویڈیو فون جب عام ہوجائیں گے تو گفتار یار کے ساتھ دیدار یار بھی ممکن ہو جائے گا اور اس کا ریکارڈ بھی۔ تو خط لکھنے کی قدیم روایت کو مزید دھکا لگے گا اور ساتھ ہی گھروں کی پرائیویسی کو بھی۔

پھلوں اور فصلوں کی بیماریوں کے لئے ہومیو پیتھی طرز علاج

پھلوں اور فصلوں کی بیماریوں کے علاج کا عام طریق تو یہ ہے کہ ان پر جراثیم کش ادویہ چھڑکی جاتی ہیں۔ جن سے بیماری پیدا کرنے والے جراثیم مرجاتے ہیں۔ یہ طریق علاج ڈاکٹری کی اینٹی بائیوٹک ادویہ کے مشابہ ہے۔ اس میں نقصان یہ ہے کہ وہ جراثیم ان دواؤں کے عادی بنتے جا رہے ہیں اور اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کر کے ان کے خلاف قوت مزاحمت پیدا کر لیتے ہیں۔ وہ دوائیں غیر موثر ہونے لگتی ہیں تو نئی دوائیں تلاش کرنا پڑتی ہیں۔ نیز انہی دواؤں کے زہریلے اثرات کسی نہ کسی شکل میں تھوڑا بہت ان انسانوں اور حیوانوں تک بھی پہنچتے ہیں جو انہیں استعمال کرتے ہیں۔

اس مسئلہ کے حل پر آسٹریلیا کے سائنس دان غور کر رہے ہیں۔ اب انہوں نے ایک جدید طریق علاج دریافت کیا ہے جس میں پودوں کو ایسی دوائیں دی جائیں گی جو بجائے جراثیم کو براہ راست مارنے کے خود پودوں کی اپنی قوت مدافعت کو اس طرح ابھاریں گی کہ وہ جراثیم کا مقابلہ کر کے ان کو ختم کر سکیں۔ گویا پودے اپنا علاج خود کریں گے۔ پودوں کی قوت مدافعت کو بڑھایا اور ابھارا جائے گا۔ یہ دوائیں زہریلی نہیں ہونگی۔ یہ طریق علاج اپنی فلاسفی میں ہومیوپیتھی سے مشابہ معلوم ہوتا ہے جس میں دوا روح کو ایک پیغام دیتی ہے جس سے جسم کا دفاعی نظام بیماری کا مقابلہ کرنے کے لئے متحرک اور مستعد ہو جاتا ہے۔

چودہ ہزار سال قبل شمالی اور جنوبی امریکہ میں بھی آسٹریلیا کی اصل نسل کے لوگ آباد تھے

امریکہ اور برازیل کے سائنس دانوں نے ہزاروں سال پرانی انسانی کھوپڑیوں پر جو علیحدہ علیحدہ تحقیق کی ہے اس کے نتائج حیران کن طور پر یکساں نکلے ہیں۔ دونوں کی تحقیق یہ بتاتی ہے کہ چودہ ہزار سال قبل شمالی اور جنوبی امریکہ میں بھی وہی نسل آباد تھی جو آسٹریلیا میں تھی۔ یہ تحقیق اس عام خیال کے خلاف ہے کہ امریکہ میں سب سے پہلے منگولین نسل کے ریڈ انڈین آباد ہوئے تھے۔ بلکہ ان سے پہلے آسٹریلیا کے Aborigines وہاں پہنچ چکے تھے۔

اس تھیوری کے مطابق چالیس ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزرا کہ اس نسل کے لوگ ایشیا سے ہجرت کر کے آسٹریلیا میں آباد ہوئے۔ بعد میں ان کی ایک شاخ آج سے چودہ ہزار سال قبل آبنائے بیرنگ (Bering Strait) سے ہوتے ہوئے ایشیا سے براعظم امریکہ میں جا آباد ہوئے۔ وہ زمین کے آخری برفانی دور کا زمانہ تھا۔ (اب سے گیارہ تا ستائیس ہزار سال قبل) اور یہ آبناء زمینی پل کا کام دے رہی تھی۔

سویابین امراض قلب، کینسر اور سن یاس کی امراض کا علاج ہے

آسٹریلیا کی نیو کاسل یونیورسٹی کی تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ سویابین میں ایسے کیمیاوی مادے ہیں جن کو ISO FLAVONES کہتے ہیں اور جو کولیسٹرول کم کرتے ہیں۔ امراض قلب، کینسر اور عورتوں میں حیض کی دائمی بندش کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی بیماریوں کا موثر علاج ہیں۔ چند ماہ تک عام دودھ کی بجائے سویابین کا دودھ استعمال کرنے سے تقریباً نو دس فیصد کولیسٹرول کم ہو جاتا ہے جس سے ۲۲ تا ۲۵٪ دل کے حملہ کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔
(مینیجر)

Muslim Television Ahmadiyya Programme Schedule for Transmission

08/07/1996 - 17/07/1996

Monday 8th July 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner- Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib - Lesson No 10
01.00	Liqaa Ma'al Arab 4.7.96(R)
02.00	Around The Globe - Documentary: 'Euro Tunnel'
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 8 (R)
04.00	Learning Norwegian Lesson No 25 (R)
05.00	Mulaqat - with Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends 7.7.96
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib - Lesson No 10 (R)
07.00	A Letter From London
08.00	Siraiky Programme . -Friday/Sermon 25.8.95
09.00	Liqaa Ma'al Arab 4.7.96 (R)
10.00	Urdu Programme - Speech on Seerat-un-Nabi bayan Karnay kay 8 Tareeq by Mir Mahmood A.Nasir - Part 2
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 8 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner- Bait Bazi - from Rabwah(R)
13.00	Indonesian Programme
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV Lesson No 44 (N)
15.00	M.T.A. Sports - Marathon Walk - Bournmouth ,UK- April 1996
16.30	Liqaa Ma'al Arab No. 55 (New)
17.30	Turkish Programme-
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 19 (N)
19.00	German Programme 1) Begegnung mit Hadhrat Khalifatul Masih IV 2) Cooking Program
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No 9 (New)
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
21.30	Philosophy of the Teachings of Islam - No 3
22.00	Tarjumatul Quran Class with Hadhrat Khalifatul Masih IV Lesson No 44 (R)
23.00	Learning French
23.30	Various Programme

Tuesday 9th July 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 19 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab No. 55 (R)
02.00	M.T.A. Sports - Marathon Walk - Bournmouth, UK - April 1996
03.30	Learning Languages With Huzur Lesson No. 9 (R)
04.30	Learning French
05.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV Lesson No 44 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 19(R)
07.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
07.30	Philosophy of the Teachings of Islam - No 3 (R)
08.00	Pushto Programme - F/S 3.6.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab No. 55 (R)
10.00	Bangla Programme / Urdu Programme
11.00	Learning Lang. with Huzur Lesson 9 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Various Programme
12.50	From The Archives -F/S 24.02.89
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV Lesson No 45 (N)
15.00	Medical Matters . - Health of Mother and Child - Part 2
15.30	A Talk with a New Convert - Mohammed Sadiq Sahib
16.00	Liqaa Ma'al Arab No. 56 (New)
17.00	Norwegian Programme - Islami Usul Ki Philosophy No 11
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib - Lesson No 11 (N)
19.00	German Programme - . 1) Kinderquiz 2) Lajna Discussion
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 10 (N)
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
21.30	Various Programme
22.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV Lesson No 45 (R)
23.00	Learning Chinese Lesson No 22
23.30	Hikayat-e-Shereen No 11 (N)

Wednesday 10th July 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib - Lesson No 11 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab No. 56 (R)
02.00	Medical Matters - Health of Mother and Child - Part 2
02.30	A Talk with a New Convert - Mohammed Sadiq Sahib
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 10 (R)
04.00	Learning Chinese Lesson No 22 (R)
04.30	Hikayat-e-Shereen No 11 (R)
05.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV Lesson No 45 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib - Lesson No 11(R)
07.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
07.00	Various Programme
08.00	Russian Programme
09.00	Liqaa Ma'al Arab No. 56 (R)
10.00	Bangla Programme / Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 10(R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - Quiz Programme - from Rabwah
13.00	Indonesian Programme
14.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - Lesson No 36 (N)
15.00	M.T.A. Variety
15.30	Various Programme
16.00	Liqaa Ma'al Arab No. 57 (N)
17.00	French Programme
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran - Lesson No 20 (N)
19.00	German Programme 1) Tic Tac 2) A Visit of Hadhrat Khalifatul Masih IV
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 11 (New)
21.00	M.T.A Life Style - 'Al Maidah'
22.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih Lesson No 36(R)
23.00	Learning Arabic Lesson No 7(R)
23.30	Arabic Programme - Qaseedah/Nazm

Thursday 11th July 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 20.(R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab No 57 (R)
02.00	MTA Variety - (R)
02.30	Various Programme
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No 11 (R)
04.00	Learning Arabic Lesson No 7 (R)
04.30	Arabic Programme - Qaseedah/Nazm
05.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih IV Lesson No 36 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 20 (R)
07.00	MTA Lifestyle - Al Maidah (R)
08.00	Sindhi Programme - Friday/Sermon 1.9.95
09.00	Liqaa Ma'al Arab No 57 (R)
10.00	Urdu Programme - on Seerat Hadhrat Masih Maud (as) by Mirza Bashir Ahmed 'Durr-i-Maknoon' - Part III
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 11 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - Moshaira with Nasirat-ul-Ahmadiyya
13.00	Chinese Programme: Book Reading with Love to Chinese Brothers
14.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih Lesson No 37 (N)
15.00	Quiz Prog -
15.30	Hun Mein Terey Fazlon Ka Munadi
16.00	Liqaa Ma'al Arab - No 58 (New)
17.00	Bosnian Programme -
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib - No 12
19.00	German Programme 1) Sports Program 2) Ich zeig dir was
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No 12 (N)
21.00	M.T.A. Entertainment - Moshaira with Obaidullah Aleem Sahib
22.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih Lesson No 37
23.00	Learning Norwegian Lesson No 26
23.30	Various Programme

Friday 12th July 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib - No 12
01.00	Liqaa Ma'al Arab No 58 (R)
02.00	Quiz Programme
02.30	Hun Mein Terey Fazlon ka Munadi (R)
03.00	Learning Languages with Huzur Lesson No 12 (R)
04.00	Learning Norwegian Lesson No 26 (R)
04.30	Various Programme
05.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih IV -Lesson No 37 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib - No 12
07.00	M.T.A Entertainment - Moshaira with Obaidullah Aleem Sahib
08.00	Pushto Programme - Friday/Sermon 8.7.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab - No 58 (R)
10.00	Bangla Programme - Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No 12 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon - By Hadhrat Khalifatul Masih IV - Live - 12.7.96
14.15	Various Programme
15.00	Mulaqat - Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends - 12.7.96
16.00	Liqaa Ma'al Arab - Rec 9.7.96 (N)
17.00	Turkish Programme -
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 21
19.00	German Programme - 1) Ihre Fragen 2)Willkommen in Deutschland
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No 13 (N)
21.00	Medical Matters - with Dr. Mujeeb-ul-Haq Sb
21.30	Friday Sermon - By Hadhrat Khalifatul Masih IV -12.7.96
22.30	Learning French
23.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with Urdu Speaking Friends - 12.7.96(R)

Saturday 13th July 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 21 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - 9.7.96 (R)
02.00	MTA Variety -
02.30	Various Programme
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No 13 (R)
04.00	Learning French (R)
04.30	Various Programme
05.00	Mulaqat - with Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends- 12.6.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 21 (R)
07.00	Medical Matters - with Dr Mujeeb-ul-Haq Sb
07.30	Various Programme
08.00	Friday Sermon - By Hadhrat Khalifatul Masih IV - 12.7.96
09.00	Liqaa Ma'al Arab - 9.7.96(R)
10.00	Bangla Programme - Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No 13 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Question Time - with Hadhrat Khalifatul Masih IV in Nunspeet - Holland - 18.03.96 Jalsa Seerat-un-Nabi
14.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 13.7.96
15.00	Meet Our Friends - Interview of Mirza Abdul Haq Sahib by Abdul Basit
16.00	Liqaa Ma'al Arab Rec 10.7.96 (R)
17.00	Arabic Programme - Tafseer-ul-Quran
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib - No 13 (N)
19.00	German Programme 1) Kindersendung 2) Islamische Presseschau
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No 14 (N)
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
21.30	A Page from the History of Ahmadiyyat by B.A. Rafiq Sahib
22.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 13.7.96
23.00	Learning Chinese Lesson No 23
23.30	Hikayat-e-Shereen No 12 (N)

Sunday 14th July 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib - No 13(R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab No 10.7.96(R)
02.00	Meet Our Friends - Interview of Mirza Abdul Haq Sahib by Abdul Basit
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No 14 (R)
04.00	Learning Chinese Lesson No 23 (R)
04.30	Hikayat-e-Shereen No 12 (R)
05.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib - No 13 (R)
07.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
07.30	A Page From the History of Ahmadiyyat by B.A Rafiq
08.00	Sindhi Programme - Friday/Sermon 5.8.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab -Rec 10.7.96 (R)
10.00	Bangla Programme - Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 14 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Question Time - Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV 19.3.96 in Nunspeet
14.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends 14.7.96
15.00	Around The Globe: 'Madame Taussaud'
16.00	Liqaa Ma'al Arab- Rec 11.7.96
17.00	Albanian Programme
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran - Lesson No 22
19.00	German Programme 1) Quiz Show Lajna 2) Zeit Zum diskutiern
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No 15 (N)
21.00	A Letter from London
21.30	Address by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Concluding Speech J/S UK 1993
23.30	Learning Norwegian Lesson No 27

Monday 15th July 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 22 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - 11.7.96 (R)
02.00	Around the Globe- Documentary: Madame Taussaud
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No 15 (R)
04.00	Learning Norwegian Lesson No 27 (R)
05.00	Mulaqat - Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends. 14.7.96(R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 22(R)
07.00	A Letter From London
08.00	Siraiky Programme - Friday/Sermon 8.9.95
09.00	Liqaa Ma'al Arab- Rec 11.7.96 (R)
10.00	Urdu Programme - Speech on 'Seerat-un-Nabi - Ghazva Badr Mein Khalq-i-Azeem'
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No 15 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - Eid Milan from UK 1996 - Part I(R)
13.00	Indonesian Programme.
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - Lesson No 46 (N)
15.00	MTA Sports - Hockey Match
16.30	Liqaa Ma'al Arab - No 59 (N)
17.00	Turkish Programme -
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib - Lesson No 14
19.00	German Programme - 1) Begenung mit Hazoor 2) Cooking Program
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No 16
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
21.30	Philosophy of the Teachings of Islam - No 4
22.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV- Lesson No 46 (R)
23..00	Learning French
23:30	Various Programme

Tuesday 16th July 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib - Lesson No 14 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - No 59 (R)
02.00	MTA Sports - Hockey Match(R)
02.30	Hijri Shamsi Calendar
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No 16(R)
04.00	Learning French (R)
04.30	Various Programme
05.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV- Lesson No 46 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Let's Learn salat with Imam Rashed Sahib - Lesson No 14 (R)
07.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
07.30	Philosophy of the Teachings of Islam - No 4
08.00	Pushto Programme - Friday/Sermon 15.7.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab - No 59 (R)
10.00	Bangla Programme / Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No 16 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - Eid Milan, UK 1996- Part 2
13.00	From The Archives - F/S -on Tarbiyyat 3.3.89
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - Lesson No 47(N)
15.00	Medical Matters : Health of Mother and Child - Part 3
15:30	Conversation with a new convert - Aashiq Hussain Sahib
16.00	Liqaa Ma'al Arab - No 60 (New)
17.00	Norwegian Programme - Islami Usul Ki Philosophy No. 12
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 23
19.00	German Programme -1) Children Program 2) Lajna Discussion
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No 17 (N)
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
21.30	Various Programme
22.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV - Lesson No 47 (R)
23.00	Learning Chinese Lesson No 24
23.30	Hikayat-e-Shereen No 13 (N)

Wednesday 17th July 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 23 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab -No 60 (R)
02.00	Medical Matters - Health of Mother and Child - Part 3(R)
02.30	Conversation with a new convert - Aashiq Hussain Sahib(R)
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 17 (R)
04.00	Learning Chinese - Lesson No.24 (R)
04.30	Hikayat-e-Shereen No 13 (R).
05.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV - Lesson No 38
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 23
07.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
07.30	Various Programme
08.00	Russian Programme
09.00	Liqaa Ma'al Arab No 60 (R)
10.00	Bangla Programme / Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 17 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - Eid Milan, UK 1996 - Part 3
13.00	Indonesian Programme
14.00	Natural Cure - Homeopathy With Hadhrat Khalifatul Masih IV - Lesson No 38 (N)
15.00	MTA Variety -
16.00	Liqaa Ma'al Arab No. 61 (New)
17.00	French Programme
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Let's Learn salat with Imam Rashed Sahib - Lesson No 15
19.00	German Programme 1) Tic Tac 2) A visit of Hadhrat Khalifatul Masih IV
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No 18 (N)
21.00	MTA Life Style - Al Maidah -
22.00	Natural Cure - Homeopathy With Hadhrat Khalifatul Masih IV - Lesson No 38 (R)
23.00	Learning Arabic Lesson No. 8
23.30	Arabic Programme: Qaseedah/Nazm

Please note:
Programmes and Timings may change without prior notice.
All times are given in British time.
For more information please phone or fax.
+ 44 .181 .874 .8344

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095
Vol. 3 Friday, July 12, 1996 No. 28

بقیہ:- خلاصہ خطبہ جمعہ

اس وقت انگلستان میں مختلف مراکز میں بیٹھے ہوئے احمدی ہمیں دیکھ رہے ہیں اور ان کی تصاویر یہاں پہنچ رہی ہیں۔ اس موقعہ پر حضور کے ارشاد پر جب کینیڈا میں ٹی وی پر انگلستان کے ناظرین دکھائے گئے تو حضور نے تمام حاضرین کو اس طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ یہ دراصل ایک عظیم پیش گوئی تھی جو ایک پہلو سے تو بارہا پوری ہو چکی ہے اب نئے پہلو سے بھی پوری ہو رہی ہے۔ حضرت امام صادقؒ نے جو بہت بڑے پایہ کے امام اور عارف باللہ تھے یہ فرمایا کہ ہمارے امام القائم یعنی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے زمانے میں مشرق میں رہنے والے مومن مغرب میں رہنے والے اپنے دینی بھائی کو دیکھ سکیں گے۔ اسی طرح مغرب میں بیٹھا ہوا مومن اپنے مشرق میں بیٹھے ہوئے بھائی کو دیکھ سکے گا۔ جہاں تک دوطرفہ رویت کا تعلق ہے بعینہ اسی طرح ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں لیکن آواز کا اس پیش گوئی میں ذکر نہیں تھا کہ ایک دوسرے کو سن بھی سکیں گے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ آغاز ہے آگے انشاء اللہ ایسے دن بھی آئیں گے کہ مشرق و مغرب کی جماعتیں ٹی وی کے اعلیٰ انتظامات کے ذریعہ بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھ بھی سکیں گے اور ایک ایسا عالمی جلسہ ہو گا جس کی کوئی نظیر دنیا میں پیش نہیں کی جاسکے گی۔ حضور نے فرمایا کہ اب بھی اللہ کے فضل اتنے ہیں اور اتنے برس رہے ہیں کہ بارش کے قطروں کی طرح ان کا شمار ممکن نہیں رہا۔ حضور نے فرمایا کہ جتنی بھی بارشیں فضلوں کی ہم پر ہوں ہمارا فرض ہے کہ ہر قطرے کو اپنے دل کی زبانوں پر لیں اور حمد کے گیت گاتے رہیں۔ حضور نے فرمایا جہاں تک شکر کے اظہار کا اعمال سے تعلق ہے وہ ایک الگ مضمون ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو پاک نمونے ہمارے سامنے پیش کئے ہیں ان نمونوں کو دیکھتے ہوئے آپ کے نقش پا کو چومتے ہوئے ہمیں آگے بڑھنا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے گزشتہ خطبہ جمعہ کے مضمون کے تسلسل کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ اطاعت کے لئے محض امر کافی نہیں ہوتا اس کے لئے گہرا قلبی تعلق قائم ہونا ضروری ہے۔ جماعت احمدیہ کے لئے لازم ہے کہ ہر وہ شخص جس کو کوئی امر کا اختیار بخشا گیا ہو وہ اپنے ماتحتوں سے محبت اور شفقت اور رحمت کا سلوک کرے۔ اور جس طرح ان لوگوں کی اطاعت میں اس کی ذات پیش نظر نہیں رہتی بلکہ اللہ کی خاطر اس کی اطاعت کی جاتی ہے۔ اسی طرح ہر وہ شخص جس کے سپرد کوئی امر کیا گیا ہے اس کے لئے لازم ہے کہ اپنے ماتحتوں سے سب سے برابر شفقت کا سلوک کرے۔

حضور ایدہ اللہ نے خطبہ کے آغاز میں تلاوت فرمودہ آیات کے حوالے سے فرمایا کہ ہر بات توحید سے چلتی ہے، ہر بلندی کا چشمہ توحید ہے اور ہر عجز کا منبع بھی توحید ہی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جو صاحب امر ہے جس کے سامنے آپ سر جھکا رہے ہیں آپکو اس کا ایک وجود دکھائی دے رہا ہے مگر آپ کے لئے یہ ہدایت ہے کہ اس وجود کو نظر سے ہٹا دو کیونکہ آپ کا ہر تذلل خدا کے لئے ہونا چاہئے۔ حضور نے فرمایا کہ ایک اور قسم کا جھکنا بھی ہے جو اپنے غلاموں پر جھکنا ہے اس کا ذکر بھی فرمایا گیا ہے کہ اے میرے حضور جھکنے والے تو ان پر بھی جھک جو تیرے حضور جھک رہے ہیں اور اپنی رحمتوں اور شفقتوں کو ان پر پھیلا دے۔

حضور نے فرمایا کہ وہ امیر جو محض اس وجہ سے بعض سے تعلق رکھتے ہیں کہ وہ اس کے حق میں باتیں کرنے والے ہیں اور ہر موقعہ پر اس کی تائید میں اٹھ کھڑے ہونے والے ہیں وہ جانتے نہیں کہ یہ بات توحید کے خلاف ہے۔ ہر امیر کے لئے لازم ہے کہ جھکے اور رحمت کے ساتھ سب لوگوں سے انکساری کے ساتھ، عجز کے ساتھ برابر کا سلوک کرے۔ اس کا مرتبہ بڑا ہے تو محض اس لئے کہ خدا نے اسے اس مقام پر فائز کیا ہے۔ مگر جس مقام پر فائز کیا ہے اس کا تقاضا ہے کہ خود اس سے نیچے اتر آئے اور یہ مضمون "واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین" سے نکلتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آیات قرآنیہ اور حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ کی سیرت طیبہ کے حوالے سے اس مضمون کو تفصیل سے کھول کر بیان فرمایا اور فرمایا کہ ہر وہ صاحب امر جو حضرت محمدؐ رسول اللہ کی اس سنت کو اپنا لے اسے کوئی بھی خطرہ نہیں کیونکہ وہ جب لوگوں سے تعلق بڑھائے گا تو خدا کی خاطر بڑھائے گا۔ حضور نے فرمایا جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے اسے سمجھنا چاہئے کہ یہ لوگ خدا کی خاطر اس کے سامنے سر جھکا رہے ہیں اور خود اسے مزید خدا کے سامنے جھکنا چاہئے۔ حضور نے فرمایا کہ مومن اگر حضرت محمدؐ رسول اللہ کے رنگ اختیار کرے تو اس کی اطاعت بھی سربلند ہے اور مطاع ہونے میں بھی سربلندی ہے۔

حضور نے اس مضمون کے حوالہ سے جماعت کینیڈا کو آخر پر خصوصیت سے دعوت الی اللہ کی طرف توجہ دلائی کہ یہ زمانہ وہ آگیا ہے جب قوموں کی تقدیریں بدلنے کا زمانہ آگیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ کینیڈا کے لوگ باوجودیکہ دنیاداریوں میں پھنس گئے ہیں ان کے دل میں بنی نوع انسان کی خدمت کی اور اچھا ہونے کی ایک پیاس موجود ہے۔ یہ قوم آپ کو بلا رہی ہے۔ اگر آپ نے ان تک پہنچ کر ان کی پیاس کو نہ بجھایا تو خدا کے حضور کیا جواب دیں گے۔

جماعت احمدیہ برطانیہ کی
۱۷ویں مجلس شوریٰ کا بابرکت انعقاد

جماعت احمدیہ برطانیہ کی ۱۷ویں مجلس شوریٰ کا انعقاد مورخہ ۸، ۹ جون ۱۹۹۶ء کو (محمود ہال) مسجد فضل لندن میں ہوا۔ جس میں برطانیہ کی ۷۰ جماعتوں کے ۱۶۴ نمائندگان نے شرکت کی۔ جن میں لجنہ اماء اللہ کی نمائندہ خواتین اور نمائندگان خصوصی بھی شامل تھے۔

مورخہ ۸ جون کو شام ۶ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مجلس عرفان میں تشریف لائے اور دو گھنٹے تک رونق افروز ہوئے۔ پھر اگلے روز مورخہ ۹ جون کو شام ۴ بجے اختتامی اجلاس کے لئے بھی تشریف لائے۔ مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر جماعت نے حضور انور کی خدمت میں مختصر رپورٹ پیش کی اور اس بات پر خوشی کا اظہار فرمایا کہ گزشتہ تین سالوں سے ہم جبکہ شوریٰ کے موقع پر حضور کی موجودگی سے محروم چلے آ رہے تھے۔ امسال ہمیں یہ سعادت حاصل ہو رہی ہے کہ ہم حضور کے ارشادات اور رہنمائی سے براہ راست فائدہ اٹھا سکیں۔ اس موقع پر مکرم امیر صاحب نے دو عظیم منصوبوں کی تکمیل پر حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں مبارک باد پیش کی جن میں ایک تو ایم ٹی اے کا چوبیس گھنٹے کا نشریاتی پروگرام ہے اور دوسرا جماعت احمدیہ برطانیہ کے لئے نئی مسجد اور نئے مراکز کی تعمیر کے لئے جگہ حاصل کرنا شامل ہے۔

ہر دو منصوبے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضور انور ایدہ اللہ کی دعاؤں اور رہنمائی میں پایہ تکمیل کو پہنچے۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور آپ کی قیادت میں ہم اور بھی پھلتے پھولتے رہیں۔ شوریٰ کی رپورٹ کے بارے میں مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ حضور کے ارشادات کے بعد جملہ کارروائی جو تبلیغ اور تربیت پر ہی مشتمل تھی۔ اس کے بارے میں سوچ اور فکر کا انداز بدل گیا اور الحمدللہ شوریٰ کے ممبران نے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کے لئے اس سے نئی روشنی اور رہنمائی حاصل کی ہے۔ اور نئے جوش، جذبہ اور سنجیدگی کے ساتھ حضور ایدہ اللہ کے ارشادات پر عمل پیرا ہونے کا عزم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اختتامی خطاب میں فرمایا کہ مکرم امیر صاحب کی مختصر تقریر کے بعد میرے ذہن میں جو مضمون بیان کرنا مقصود تھا اس کو چھوڑ کر میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ سب کامیابیاں سراسر اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہی تھا۔ اس میں میری ذات کا کوئی دخل نہ تھا۔ جو بھی بات اور پروگرام میرے ذہن میں ابھرتا ہے اس میں دراصل اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہی جلوہ گر نظر آتی ہے۔

یہ الٰہی منشاء ہی تھا جس نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے اس زمانے کی ضرورت کے مطابق مواصلاتی و نشریاتی نظام کی طرف رہنمائی فرمائی۔ اور آج مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے ہم اس مقام تک آپہنچے ہیں جہاں سے اب ہمیں اس کے نتائج، اس کے پھل اور مقبولیت کے اثرات نمایاں طور پر نظر آ رہے ہیں۔

شوریٰ کی مناسبت سے حضور انور نے نمائندگان کو توجہ دلائی کہ جب بھی دین کی خاطر کوئی فیصلے کئے جاتے ہیں انہیں خدا تعالیٰ کی تائید حاصل ہوتی ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان پیدا کریں اور توکل علی اللہ کے ساتھ آگے بڑھیں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو خدمت اسلام کے لئے چن لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور شوریٰ اختتام پذیر ہوئی۔

دانشوروں کی باتیں

مولوی اور گدھی

پاکستان کے ایک معروف کالم نویس حامد میر لکھتے ہیں:- "ایک مولوی صاحب نے باربرداری کے لئے ایک گدھی پال رکھی تھی۔ اس گدھی پر وہ اپنی گائے کے لئے چارہ اور چولہے کے لئے لکڑیاں لانے کے علاوہ سودا سلف بھی ڈھویا کرتے تھے۔ کبھی کبھار کوئی پڑوسی ذاتی کام کے لئے گدھی مانگ کر لے جایا کرتے تھے کیونکہ مولوی صاحب پڑوسیوں سے اکثر چیزیں مانگتے رہتے تھے۔ ایک دن ایک پڑوسی مولوی صاحب سے گدھی مانگنے آیا۔ گدھی ان کے صحن میں بندھی ہوئی تھی لیکن وہ دینا نہیں چاہتے تھے۔ مولوی صاحب کو چاہئے تھا کہ پڑوسی سے صاف انکار کر دیتے لیکن انہوں نے عادت کے مطابق جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ گدھی کوئی دوسرا پڑوسی مانگ کر لے گیا ہے۔ یہ سن کر پڑوسی واپس لوٹ رہا تھا کہ اچانک مولوی صاحب کے گھر سے ڈھینچوں ڈھینچوں کی آوازیں آنے لگیں۔ پڑوسی پلٹا اور مولوی صاحب سے کہنے لگا کہ حضرت! آپ بے شک مجھے گدھی دینے سے انکار کر دیتے لیکن جھوٹ تو نہ بولتے۔ مولوی صاحب نے اپنی دروغ گوئی پر شرمسار ہونے کی بجائے پڑوسی کو ڈانٹنا شروع کر دیا اور کہا کہ تجھے شرم نہیں آتی، میری توہین کرتا ہے۔ میں سفید ریش ہوں، پابند صوم و صلوٰۃ ہوں، اسی سال حج کر کے آیا ہوں، امام مسجد ہوں، منبر رسول کا وارث ہوں اور تو کہتا ہے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں؟ میری بات معتبر ہے یا گدھی کی آواز؟ تجھے شرم آنی چاہئے کہ تو ایک عالم دین کو جھوٹا کہہ رہا ہے۔ مولوی صاحب کے شور مچانے پر اہل محلہ اکٹھے ہو گئے۔ سب نے مولوی صاحب کو سچا اور پڑوسی کو جھوٹا قرار دے کر اس سے کہا کہ حضرت سے فوراً معافی مانگو۔ پڑوسی نے فوراً معافی مانگ لی ورنہ ہو سکتا تھا کہ مولوی صاحب اس پر کفر کا فتویٰ لگا دیتے یا اسے واجب القتل قرار دے دیتے۔

مولوی صاحب کا پڑوسی کوئی پڑھا لکھا اور سمجھ دار مسلمان ہوتا تو انہیں مولوی اور عالم دین میں فرق سمجھاتا۔ وہ بتاتا کہ ملا یا مولوی مذہب کو اپنا ذریعہ معاش بناتے ہیں اور مذہب کے نام پر جھوٹ بولنے سے بھی نہیں چوکتے۔ یہاں تک کہ ذاتی و سیاسی فائدے کے لئے کفر کے بے بنیاد فتوے بھی لگا دیتے ہیں جبکہ عالم دین مذہب کو ذاتی و سیاسی فائدے کے لئے استعمال نہیں کرتا بلکہ دین کی خدمت کے جذبے کے تحت کسی مفاد کے بغیر دین کی روشنی پھیلاتا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں ملا یا مولوی زیادہ اور علمائے دین کم ہیں"۔

(روزنامہ پاکستان، لاہور۔ ۲۸ جنوری ۱۹۹۶ء)

[مرسلہ: سی۔ آر۔ احمد، لندن]

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ رواح الدین احمد